بے قصوروں پر ظلم نہیں کیا۔۔
پر ظلم کا بدلہ ضرور لیا جاتا ہے۔

خامشی کا شور

وہ مجرم تھا یا انصاف کا سفیر؟

عشق، درد اور انتقام
کی ایک داستان

از قلم : اقرا قریشی

مکمل ناول

ناول..(خاموشی کا شور)

از:اقراء قریشی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوٹ: یہ کہانی کمزور دل والوں کے لئے نہیں ہے یہ داستان ایک ایسے شخص کی ہے۔ جس نے اپنے بچپن میں لاشیں گنی تھی۔ جس کے ہاتھ خون سے رنگے۔۔۔۔۔ہیں پر دل اس کا 20 سال سے ویران تھا۔

یہ کہانی ''بارلاس پاشا'' کی ہے۔ یہ کہانی ایک قاتل کی ہے جو پتھر دل تھا۔ پر ٹھہرو..... یہ کہانی اس لمحہ کی بھی ہیں۔ جب ایک ہرن کی۔ آنکھوں نے اسے

پتھر سے موم بنادیا۔جب ایک ڈاکٹر نے قاتل کے زخموں پر مرہم لگایا۔جب خون پر ''عشق غالب آگیا۔

اس ناول میں گولیاں بھی ہیں اور غزلیں بھی۔ محبت بھی ہے اور نفرت بھی۔دھوکہ بھی ہے اور وفا بھی یہ خاموشی کے شور کا عشق ہے۔یہاں ہر صحفہ پلٹنے پر دل دھڑکے گا۔''کبھی خوف سے تو کبھی عشق سے''

آپ کی دعاؤں کی طلبگار

اقراء قریشی

14اپریل2026

. . . . . .

قبرستان والی حویلی رات کے تین بج رہے۔کالی رات' بجلی کڑک رہی۔اندھیرے میں صرف ایک لالٹین جل رہی تھی۔حویلی کے تہہ میں

میرال بندھی ہوئی تھی۔ سامنے دیوار پر لکھا ہوا تھا"""یہاں صرف موت کا راج ہے""" دروازہ کھلا۔ سب سے پہلے: شایان پاشا جو سگریٹ کا دھواں چھوڑتا ہوا آیا جیسے لاش جلا رہا ہو۔ آیان پاشا لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔ "باس پولیس کا سگنل جیم کر دیا ہے اب یہاں کوئی نہیں آسکے گا"

ارحم پاشا نظر جھکائے ہوئے اس حالات میں آیا جیسے وہ خود کو خود ہی دفن کرنا چاہیے۔ ان سب کو دیکھ کر میرال اور سلمہ اس قدر ڈر گئی کہ ان کو سانس لینا بھی بھول گیا۔ اور پھر وہ آیا جس کا ان تینوں کو انتظار تھا۔ سفید شلوار قمیض پر خون کا ایک چھینٹا۔ آنکھیں خون کی طرح سرخ۔ اس کے آنے سے سب کچھ ساکن ہو گیا۔ کمرے میں موت جیسی خاموشی چھا گئی۔

تبھی کمرے کے کونے سے کانپتی ہوئی آواز آئی ۰۰

(: ڈرو خدا سے ۰۰۰ ڈرو خدا کی پکڑ سے ۰۰۰ اے ظالموں ڈرو اس ذات سے) سب نے اس محصوم آواز والی لڑکی کی طرف دیکھا۔ آنے والی شخصیت ہلکی

سی مسکرائی۔ وہ آواز برف سے زیادہ ٹھنڈی تھی۔ وہ اس سے مخاطب ہوا: اس ذات نے ہم پر رسی ڈھیلی چھوڑ دی ہے۔ جس دن خدا کو ہماری یاد آئے گی.... اس دن قیامت خود ہم سے پناہ مانگے گی۔ تب تک اس حویلی میں میرا حکم چلیں گا اور میرا ہی انصاف ''سامنے کھڑا شخص بار لاس پاشا نے ان دونوں کی طرف دیکھا آج یہاں سے کسی کی جان جائے گی۔ میرال کی ہرن جیسی آنکھیں خوف سے پھٹ اٹھی۔

اس کی مسکراہٹ اب کچھ گہری ہوئی اور اپنی پسٹل کو ان دونوں کی جانب کیا۔ ''خدا کے لئے معاف کر دوں م..... می ۰۰۰ میں ساری زندگی آپ کی غلام رہوں گی مجھے نہ مارے۔ سلمہ اپنی جان کی فکر کرتے ہوئے بولی جب کے میرال اپنی ہرن جیسی آنکھوں سے سلمہ کو دیکھ رہی اسے پہلے بھی اسی بات کی امید تھی۔ وہ خاموش بیٹھی سلمہ کی اس خود غرضی کو دیکھتے۔ اس کی پسٹل سے تین گولیاں نکلی۔ اور سیدھے نشانیں پر جا لگی۔ سلمہ بانو فرش پر گری۔ سلمہ کے

خون اور گولی کی آواز پر کمرے میں میرال کی چیخ نکلی اور وہ بے ہوش ہو کر زمین پر زور سے گری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

. . . .

. . . .

ماضی 20 سال پہلے۔ کراچی کی سب سے بڑی حویلی 6 سال کا زاویار اپنے کمرے میں ٹیڈی بیئر کے ساتھ سو رہا تھا۔ جب نیچے سے کچھ شور کی آواز آئی۔۔۔۔

"بھائی جان۔۔۔ یہ جائیداد یتیم بچوں کے نام ہے۔ آپ میری بات کیوں نہیں سمجھ رہے۔ سلطان صاحب اپنے بڑے بھائی کو سمجھاتے ہوئے بولے۔ تم چھوٹے ہوں مجھ سے اور یہ جائیداد میری ہے میں بڑا ہوں مجھے جو کرنا ہو گا میں کر لوں گا۔

کچھ بھی ہو جائے یہ جائیداد میں آپ کو کبھی بھی نہیں دے سکتا چاہئے آپ بڑے ہیں پھر بھی یہ جائیداد یتیم بچوں کی ہی رہے گی سلطان صاحب اپنا آخری

فیصلہ سناتے ہوئے بولے جب کے دور کھڑی آمنہ سلمہ سے بولی آپ بھائی کو بولے کے یہ کسی کا حق ہے۔نہ ہم اس کا استحمال کر سکتے ہیں اور نہ ہی آپ لوگ۔جب کہ سلمہ اس کی یہ بات سن کر آگ بگولہ ہوئی۔یہ حق ہمارا ہے اسلم اور میرا تم اپنے کام سے کام رکھوں یہی اچھا ہو گا تمہارے لئے۔ سلمہ غصے سے بولی۔میں کل آؤں گا اور یہ جائیداد لے کر ہی جاؤں گا اسلم غصے سے بولتا ہوا وہاں سے چلا گیا جبکہ سلمہ بھی ایک نظر اس گھر پر، سلطان صاحب اور آمنہ کی طرف دیکھتی ہوئی اسلم کے ساتھ چلی گئی۔جب کے دور کھڑا زاویار یہ سب دیکھ رہا تھا۔میرا بیٹا ابھی تک سویا کیوں نہیں آمنہ پیار سے زاویار کو گلے لگاتے ہوئے بولی۔

مما چاچو کو آپ سے اور بابا سے کیوں لڑتے ہیں۔کیوں کے زاویار کچھ دن سے یہ سب نوٹ کر رہا تھا۔آمنہ زاویار کی بات سن کر حیران ہو گئی۔ نہیں بیٹا ایسی کوئی

بات نہیں ہے اچھا اب جا کر سو جاؤ صبح سکول کے لئے جلدی اٹھنا ہے۔ آمنہ اپنے

بیٹے کو پیار سے سمجھاتی ہوئی بولی۔

ٹھیک ہے مما آپ بھی سو جائے زاویار آپنی محصوم سی آواز میں بولا۔

@@@@@@@@@@@@@@@@@@

@

کراچی میں صبح کا وقت تھا سب اپنے اپنے کاموں کی طرف روانہ ہوئے اسی

طرح کراچی میں ایک خوب صورت سہ گھر تھا۔ جہاں سب ہنسی خوشی

رہتے۔۔۔۔ آج میرال کا پہلا دن سکول کا تھا۔ وہ بہت خوش تھی نئے سکول کو

دیکھنے کے لئے اپنے نئے دوست بنانے کے لئے۔۔۔۔ میرال اب ناشتہ کر لوں

جلدی سے پھر سکول چھوڑنے بھی جانا ہے۔ مریم اپنی بیٹی میرال کو بولاتے

ہوئے بولی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میری شہزادی آپ نے بلکل پریشان نہیں ہونااور ڈرنا بلکل بھی نہیں ہے۔ بلکل آپ کی آنکھوں سے تو ٹیچر خود ہی ڈر جائے گی۔دانش صحب ہنستے ہوئے بولے۔ بابامیری آنکھیں ہرن جیسی ہیں آپ ہی تو بولتے تھے میرال اپنی محصوم سی آواز میں بولی ہاں میری پیاری سی بیٹی میری ہرنی ہے۔

میرال اپنی کلاس روم میں داخل ہوئی سب بچے اس محصوم سی بچی کی آنکھوں میں کھوسے گئے سوائے ایک بچے کے جو اپنی ہی سوچوں میں گم تھا۔ایک بچی آئمہ میرال کے پاس آئی۔اور کچھ ہی دیر میں وہ بہت اچھی دوست بن

گئی۔میرال تمہاری آنکھیں کتنی پیاری ہیں۔آئمہ میرال کی تحریف کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔۔

میرے بابا مجھے ہرن بولتے ہیں کیونکہ میری آنکھیں ہرن جیسی ہیں۔میرال ہنستے ہوئے بولی۔وقت جلدی سے گزر گیااور سکول میں چھٹی ہو گئی۔۔۔سب بچے اپنے اپنے گھر چلیں گئے میرال دانش صاحب کاانتظار کر رہی تھی جب اس کی نظر اسی بچے پر پڑی جو پورا دن کلاس میں خاموش ہی رہا۔میرال اس کے پاس گئی

۔۔۔۔۔۔ہائے آپ کو کوئی لینے نہیں آیا۔میرال نے اپنی محصوم سی آواز میں اس بچے کو مخاطب کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپ کو کیوں نہیں لینے آیا کوئی اس بچے نے اس کے سوال کو الٹ کر دیااور اسی سے سوال کیا۔۔۔۔میرے بابا آفس جاتے ہیں اور ان کا آفس بہت دور ہے یہاں سے اس لئے نہیں آئے ابھی۔میرال نے اس کو جواب دیا۔

آپ کا نام کیا ہے؟ میرال نے ایک اور سوال کیا۔ زاویار پاشا اس نے مختصر جواب دیا۔ میرال کو لگا وہ اس سے نام پوچھے گا۔ اتنے میں دانش صاحب آ گئے۔۔۔

بابا آپ آ گئے میرال بھاگتی ہوئی دانش صاحب کے پاس گئ۔ جی بابا کی ہرن میں آ گیا۔ کیسا رہا دن آپ کا۔۔۔۔ بابا بہت اچھا رہا میری ایک دوست بنی ہے بہت اچھی ہے۔ اچھا بیٹا دوسری باتیں گھر جا کر کرتے ہیں آپ گاڑی میں بیٹھو

۔۔۔۔۔

بابا میری کلاس کا ایک بچہ اکیلا اسکول میں ہیں۔ ہم اس کو ساتھ لے جائے پلیز بابا۔۔۔۔ نہیں بیٹا اسکے گھر سے کوئی آئے گا۔ ایسے ہم کسی بچے کو نہیں لے کر جا سکتے۔ دانش صاحب نے سنجھاتے ہوئے کہا۔ نہیں بابا پلیز نہ پلیز۔۔۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے لے جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔

اتنے میں ایک بڑی گاڑی آئی اور زاویار اس گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اور وہ گاڑی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئی۔ بیٹا میں نے بولا تھا کہ کوئی اس طرح اپنے بچے کو اکیلا نہیں چھوڑتا اور وہ بھی اپنی گاڑی میں بیٹھ گئے۔۔۔

@@@#@@@@@@@@@@@@@@@@

زاویار اپنے گھر میں داخل ہوا ہر طرف خاموشی تھی۔ مما۔۔۔ بابا۔۔ کہاں ہیں آپ لوگ۔۔ مما جی بابا۔۔۔ کہاں ہو آپ لوگ زاویار سارے گھر میں ان کو ڈھنڈ رہا تھا۔ انکل مما کہاں ہیں وہ گارڑ سے بولا۔۔ بیٹا مجھے تو نہیں پتہ کے بیگم صاحبہ کہاں ہیں۔ اچھا ٹھیک ہے انکل زاویار دوبارہ سے ڈھنڈنے لگا ان کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ......

....

...

سلمہ گھر میں داخل ہوئی زاویار بیٹا کہاں ہوں آپ کی خالہ آئی ہے زاویار کہاں ہوں۔ سلمہ پورے گھر میں زاویار کو آوازیں دے رہی اتنے میں زاویار نیچے آیا خالہ مما کہاں ہیں اور بابا وہ مجھے مل ہی نہیں رہے آپ کو پتہ ہے کے وہ کہاں ہیں۔زاویار ایک ہی مرتبہ بولتا ہی گیا۔زاویار بیٹا آپ کی مما اور بابا ہمیں چھوڑ کے چلیں گئے ہیں۔ سلمہ روتے ہوئے بولی۔ کیوں خالہ کیا ہوا ہو ہے مما بابا کہاں چلیں گئے۔۔۔زاویار نہ سمجھی سے بولا۔ وہ ہمیں چھوڑ کے چلیں گئے ہیں اللہ کے پاس چلیں گئے ہیں۔ان کا ایکسیڈیٹ ہوا ہے۔ سلمہ مگر مچھ کے آنسو بہاتے ہوئے بولی۔جب کے وہ محصوم بچہ بلکل حیران کھڑا تھا۔اس کا سب کچھ چلا گیا اس کی ماں جو اس کی زندگی ہوا کرتی تھی اور اس کا باپ جو اس پر اپنی زندگی بھی قربان

کر دیتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔

اسلم کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ چھرا ابھی تک خون سے لال تھا سامنے سلمہ کھڑی تھی۔ سلمہ جو تو نے کہا میں نے مان لیا اب بتاؤ جائیداد کے کاغذ کہاں ہیں۔ سلمہ آمنہ کی لاش کے پاس بیٹھی۔ چہرے پر ایک شکن بھی نہ تھا۔ اس نے فاطمہ کی انگلی سے سونے کی انگوٹھی اتاری اور اپنے پرس میں ڈال دی۔ کاغذ اوپر کمرے میں ہیں فاطمہ نے مجھے صبح ہی بتایا ہے۔ اور ہاں اسلم ان کی لاش کو زاویار کے آنے سے پہلے ہی دفن کروں ورنہ سب غلط ہو جائے گا۔ سلمہ نے فکری لہجے میں کہا۔ یہ تو میں کرلوں گا تم یہ بتاؤ کے اس بچے زاویار کا کیا کرے وہ سکول سے تو آنے والا ہو گا۔ میں یہ سوچ رہا ہوں ہ اس کو بھی مار دے ہمارا سارا راستہ صاف ہو جائے گا اسلم نے سوچتے ہوئے کہا۔ نہیں اسلم اگر ہم اس کو بھی مار دے تو کل کو پولیس کو شک ہو گا ایک 6 سال کا بچہ کسی کا کیا بگاڑتا ہے؟

کل کو اگر لوگوں کو پتہ چلا تو کہے گے کے جائیداد کے لئے پورا خاندان ہی برباد کر دیا ہے۔ اسلم: تو کیا زندہ چھوڑ دے تاکہ کل کو ہم سے بدلہ لے۔

سلمہ کے چہرے پر گہری سی مسکراہٹ آئی نہ ماریں گے اور نہ چھوڑیں گے۔ ہم اسے یتیم بنائے گے۔۔۔۔۔۔ سمجھ آئی میری بات۔ سلمہ کی بات کا مطلب سمجھ کر دونوں کے چہروں پر گہری مسکراہٹ آئی

@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@

یہ منظر پرائیویٹ ہسپیٹل کا تھا۔۔۔میرال نے اپنی آنکھوں کو مشکل سے کھولا بلکل سفید چھت اور دیوار بھی بلکل سفید تھی۔ میرال نے اپنے ہاتھ پر لگی ڈرپ کو دیکھا۔ میں کہاں ہوں۔ مجھے گھر جانا ہے میرال نے دور بیٹھے انسان کو دیکھا ۔تم۔۔۔۔ تم وہی ہوں نہ قاتل۔ تم یہاں کیا کر رہے ہوں۔ چلیں جاؤں یہاں سے میرال زاویار کی طرف غصے سے دیکھتی ہوئی بولی جب کے سامنے صوفے پر بیٹھے زاویار جس نے وہی کل کے کپڑے پہنے ہوئے جس پر ابھی تک خون کا داغ لگا آنکھیں بلکل سرخ خون کی طرح 36 گھنٹے سے وہ نہیں سویا اور 20 سال کا درد کا درد اس کے چہرے سے واضح ہو رہا تھا۔ ہاں میں ہی ہوں۔ جس نے

ابھی 6 گھنٹے پہلے ہی قتل کیا ہے اس نے آرام دے لہجے
میں کہا جیسے اس کسی سے کوئی فرق ہی نہ ہوں۔ تم
قتل ہوں تم درندے ہوں"""تم مجھے بھی مار دوگے۔ میرال اپنے
آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔ کمرے میں صرف
اب اس کے رونے کی آواز آرہی تھی۔جب کے صوفے پر
بیٹھا زاویار ایسی حالت میں بیٹھا تھا جیسے وہ اس کے
رونے کو انجوائے کر رہا ہوں اتنے میں دروازے سے شایان اندر
آنے لگا۔ زاویار نے ہاتھ کے اشارے سے اس کو روک
دیا۔ اکیلے میں بات کرنی ہے۔ وہ سامنے پڑی کرسی کو گسیٹ کر بیڈ
کے پاس کے آیا۔ میری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ جس سے تھی وہ اب نہیں
رہی تو اچھا ہو گا کے تم اس بات کو جتنی جلدی ہو سکے اپنے دماغ میں بیٹھالوں کہ
میں مظلوم پر کبھی ظلم نہیں کرتا میرا ضمیر مجھے اجازت نہیں دیتا۔۔ وہ یہ کہتے

ہوئے کمرے سے چلا گیا جب کے میرال اس سوچ میں پڑ گئی کے سلمہ کی ان سے

کیا دشمنی ہو گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔@

@@@@@@@@@@@@@@@@@@

ماضی•••••

اگلے دن میرال سکول آئی اور کلاس میں دیکھا زاویار کی جگہ خالی پڑی ہوئی تھی۔ مطلب وہ آج نہیں آئے گا۔ اگلے دن بھی اس کی کرسی خالی پڑی تھی۔ وقت گزرتا گیا۔ اور دس دن ہو چکے تھے وہ سکول نہ آیا۔

میرال کی آج 18 ویں سالگیرہ۔ اسی دن MBBS کی پارٹی بھی رکھی گئی۔ ہر طرف مٹھائی بانٹی جارہی تھی۔ بیٹا اب اور کتنی مٹھائی بانٹنی ہے اب بس کرو کل بانٹ لینا۔ مریم بیگم میرال کے تھکے ہوئے وجود کو دیکھ کر بولی۔ مما پہلی بات آج کا کام کل پر نہیں چھوڑتے یہ آپ نے مجھے خود بات سیکھائی ہیں اور دوسری

بات بابا بولتے ہیں بانٹنے سے برکت آتی ہے۔میرال مٹھائی کے ڈبوں کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔

السلام علیکم: دروازے سے آتی ہوئی سلمہ بولی۔وعلیکم السلام۔کیا حال ہے۔مریم بیگم سلمہ کے گلے لگی۔جب کے میرال نے نہ ان کے سلام کا جواب دیا اور وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔سلمہ میرال کی امی مریم کی دوست تھی اور گھر بھی کچھ حد تک قریب تھا۔میرال کو سلمہ پہلے ہی دن سے فطری پسند نہ تھی۔اس لئے وہ ان سے دور ہی رہتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارے میرال کہاں گئی میں نے تو اپنی بیٹی کو مبارک دینی تھی میری بیٹی آخر کو ڈاکٹر بن گئی ہے مریم جاؤ جا کر میری بیٹی کو بولا کر لے آؤں کے اس کی آنٹی آئی بیٹھی ہے۔سلمہ بولی۔

جی میں بولاتی ہوں مریم وہاں سے اٹھ کر میرال کے کمرے میں گئی ان کو پتہ تھا۔آدھا گھنٹہ تو میرال کو منانے میں لگ جائے گا۔۔۔

@@@

تو۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر کچھ بولنے لگا جب میرال نے اس کی بات کاٹی پلیز آپ بات مان لے میں بھی ایک ڈاکٹر ہوں لیکن ابھی اس حالات میں نہیں ہوں کہ اس پرائیویٹ ہسپتال کا بیل ادا کر سکوں۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کا بیل ادا نہ ہوتا تو میں ہر گز نہ لیتا لیکن وہ پہلے سے ادا ہو چکا ہے ڈاکٹر یہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جب کے میرال یہ سوچ رہی تھی کہ کس نے اس پرائیویٹ ہسپیٹل کا بیل دیا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تبھی اس کے ذہن میں ایک خیال آیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

@@@@@@@@@@@@@@@@@@
@

میرال نرس کے ساتھ کمرے سے باہر آئی اور ساتھ دیوار کا سہارا لیا۔ میرال کو اب صرف یہ فکر تھی کے اب میں کہاں جاؤ گی۔ اگر انکل اسلم کے گھر گی تو وہ مجھ پر الزام لگائے گے میں نے آنٹی سلمہ کو مارا ہے۔ یااللہ میری مدد فرما۔ اتنے

میں ایک مردانہ آواز آئی میرال نے اپنا سر اٹھا کر سامنے والے کو دیکھا۔آپ جائے میں ان کو لے جاتا ہوں۔۔۔۔۔۔ماتھے پر بال وہی کپڑے اور وہی سرخ آنکھیں کچھ لمحے کے لئے تو میرال کو اس پر ترس آیا لیکن وہ جلد ہی اس کو قاتل کے لفظ سے پکارنے لگی۔۔۔۔ہاتھ مت لگانا مجھے۔۔۔۔۔تم قاتل ہوں تم نے ق۔۔۔۔۔ت وہ ابھی کچھ بولنے لگی تھی کہ۔میں نے تمہیں ایک بار سمجھا دیا تھا کہ میری تمہارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے تمہیں سمجھ نہیں آتی۔زاویار کے سخت لہجے سے پورے کوریڈور میں سناٹا۔آپ کو لگتا ہے کہ میں آپ سے ڈر جاؤ گی اور یہ جو کھیلو نار کھا ہوا ہے اس سے میں ڈرنے والی نہیں ہوں میرال نے زاویار کے ہاتھ میں پسٹل کی طرف اشارہ کیا۔۔جو اس نے ابھی نکالی تھی کیوں کہ ہسپیٹل میں اس کی اجازت نہیں ہوتی۔میرال کی اس بات پر اس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ آئی۔۔۔۔۔۔۔کیوں کہ وہ اتنی بہادر نہیں تھی جتنی اس وقت وہ خود کو بنا رہی تھی۔چلو آؤں گاڑی میں بیٹھو۔زاویار میرال سے

مخاطب ہوا۔۔۔۔اور وہ میں کس وجہ سے جاؤں اور وہ بھی ایک درندے کے ساتھ کبھی بھی نہیں۔۔۔۔۔میرال اس قدر نفرت سے بولی کے کوئی اور سامنے ہوتا تو کچھ غلط کر دیتا۔۔ لیکن سامنے زاویار پاشا تھا۔ ٹھیک ہے میں زبردستی نہیں کرتا۔ وعدہ تھا کے۔۔۔۔۔ بارلاس پاشا کی دنیا میں بے قصوروں پر ظلم نہیں کیا جاتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔زاویار نے اپنی جیب سے گاڑی کی چابی نکالی اور شایان کو دی۔ شہر بانو مینشن کی چابی۔۔۔۔ڈرائیوار باہر کھڑا ہے اسے چھوڑ آئے گا۔ اور ہاں شہر بانو اب تمہارے ہی نام ہے وہ گھر اب تمہارا ہی ہے۔۔۔۔۔۔میرال نے نہ اس سے چابی لی۔ مجھے تمہارا کچھ بھی نہیں چاہیے۔۔نہ گھر نہ پیسے اور نہ ہی کوئی اور احسان چاہیے۔ نیں ہاسٹل میں رہ لوں گی۔ پارٹ ٹائم جاب کر لوں گی لیکن تمہارے خون سے سنے ہاتھ کا ایک نوالہ نہیں کھاؤں گی۔۔۔۔۔۔یہ سن کر ریان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ آیان نے شرمندگی سے سر جھکا لیا جبکہ شایان بولا۔ اب آپ حد سے بڑھ رہی ہیں اچھا ہو گا

کے آپ چپ ہی رہے۔اور ہاں ایک اور بات۔۔۔۔۔شایان کچھ بولنے لگا جب

زاویار نے شایان کو ایسی نظر سے دیکھا کہ وہ چپ ہو جائے۔

@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@

ایک ہفتے بعد: ♥شہر بانو مینشین♥

خالی گھر میں میرال اکیلی تھی۔نوکر چھوڑ گئے تھے۔کہ سلمہ بیگم کے علاوہ کون

تنخواہ دے گا۔فریج خالی۔کچھ کھانے کے لئے پیسے نہیں۔۔۔۔۔فیس بھی جمع

کروانی تھی 2لاکھ۔۔رات 9بجے دروازے پر دستک ہوئی۔میرال ڈر گئی

۔۔۔۔کون۔۔۔۔۔آواز آئی میں آرحم ہوں۔۔۔۔میں کسی آرحم کو نہیں

جانتی۔آپ چلیں جائے۔آپ دروازہ کھولیں میں کھانا لے کر آیا ہوں۔کھانے

کا نام سنتے ہی میرال نے دروازہ کھولا۔

ارحم ہاتھ میں شاپر لے کر کھڑا تھا۔یہ کھانا پکڑے اور یہ فیس کے پیسے 2 لاکھ۔

ارحم نے میرال کو پیسے اور کھانا دیا۔یہ سب آپ کیوں لے آئے ہیں اور کس نے

آپ کو یہ سب دیا ہے میرال یہ سب دیکھ کر حیران تھی کہ ابھی تک کوئی میرا اپنا

اس دنیا میں زندہ ہے۔۔۔یہ باس نے بیجھے ہیں نام بتانے سے منع کیا تھا لیکن میں

نے بتادیا ہے۔تاکہ تم یہ جان سگوں کے وہ نفرت کے باوجود آپ کو بھوکا نہیں

مارنے دے گے۔میرال نے اسی ٹائم سب شاپر نیچے رکھے اور پیسے بھی۔بھائی یہ

سب آپ اپنے باس کو واپس کر دیں۔میں نے کہہ دیا تھا کہ میں اس کا دیا کچھ

نہیں کھاؤ گی۔میں بھوکی مر جاؤں گی لیکن اس کے آگے اپنے ہاتھ نہیں پھیلاؤ

گی۔میرال کی یہ بات سن کر ارحم کی آنکھوں میں پانی چمک آیا۔اور اسی وقت

میرال نے دراز ے کو اچھی طرح بند کر دیا۔ضدی ہرن۔۔۔اتنی اچھی انا نہیں

ہوتی۔جب کے اندر بیٹھی میرال بھوک سے پیٹ پکڑے بیٹھی رو رہی تھی۔

جب کے ارحم وہاں سے چلا گیا

تھا۔۔۔۔۔۔@@@@@@@@@@@@@@

ماضی: عمر6سال_16 یتیم خانہ نمبر17

لاوارث بچوں کا یتیم خانہ۔40بچے اور دو وقت کی روٹی۔ عمر8 سال: پہلی

چوری۔۔۔۔زندگی میں پہلی بار زاویار سلطان نے چوری کی اور وہ بھی

روٹی۔چوری کرتے ہوئے وہ پکڑا گیا۔3دن بھوکا رکھا گیا۔

عمر10 سال: یتیم خانے کا وارڈن شکیل زاویار کو بات بات پر مارتا کیوں کہ سلمہ کا شکیل سے رابطہ تھا۔اور وہ چاہتی تھی کے وہ بچہ سکون کی زندگی نہ گزارے۔ زاویار نے پہلی بار پلٹ کر وار کیا اور شکیل کا سر پھاڑ دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمر12 سال: وہاں یتیم خانے ایک 9سال کا بچہ آیا. ارحم جو زاویار کے کمرے ہی میں رہتا اور زاویار نے اسے چھوٹا بھائی اور پہلا دوست بنایا۔ عمر15 سال زاویار کے

کمرے میں دو اور بچے آئے اتنے محصوم اور پیارے کے کوئی رحم دل بندہ ان چاروں کو دیکھے وہ ان سب کو اپنے بیٹے بنالے۔ پانچوں نے ایک گینگ بنالی۔ ''لاوارث گینگ'' عمر 16 سال یتیم خانے میں آگ لگی اور وہ بھی سلمہ نے لگوائی تاکہ زاویار آگ میں جل کر مر جائے لیکن ان چاروں کی زندگیاں لمبی تھی۔ عمر 16-26 سال۔ ''بارلاس پاشا کی پیدائش'' 16 سال کی عمر چاروں سڑک پر آگئے۔ شایان چاقو چلانا سیکھا۔، آیان ہیکنگ اور ارحم پسٹل چلانا۔ اور زاویار؟ زاویار نے دماغ چلانا سیکھا۔۔۔۔۔ یہ چاروں بہت محنتی اور لگن کے ساتھ کام کرنے والے تھے۔ عمر 18 سال پہلا قتل اسی وارڈن شکیل کا کیا جو بچپن میں اس کو مارتا تھا۔ اس دن ''زاویار'' مر گیا اور ''بارلاس'' پیدا ہوا۔ 22 سال کی عمر میں بارلاس پاشا نام سے خوف بن گیا۔ بارلاس پاشا کے کچھ اصول: بے قصور پر ہاتھ نہ اٹھاتا۔ پر قصور وار کو زندہ بھی نہ چھوڑتا۔ عمر 26 سال: پتہ چلا کے سلمہ زندہ ہے اور اس کے ساتھ ایک لڑکی بھی رہتی تھی۔ میرال فاطمہ جو

ہرن کی آنکھوں سے مشہور تھی اور ڈاکٹر بننے کے قریب تھی۔ سلمہ نے اسے اس لئے ساتھ رکھا تھا کیوں کے جب میرال 25 سال کی ہو جائے گی تو وہ ساری جائیداد میرال کے نام ہو جائے گی۔ اور میرال وہ جائیداد کسی کے بھی نام کر سکتی ہے بس سلمہ بیگم کو اسی دن کا انتظار تھا (پلان): وہ چاروں ایک خوفیاں کمرے میں کھڑے۔ اس کمرے میں صرف پسٹل اور چاقو ہی تھے۔ سلمہ بیگم کو اس لڑکی سے کوئی غرض نہیں ہے اس کو صرف اس کی دولت سے ہے ابھی وہ 25 کی نہیں ہوئی تو سلمہ بیگم کو اس کی فکر رہے گی۔ میری بات کا مقصد یہ ہے کہ اس لڑکی کو اغوا کرے گے۔ ہمیں اس لڑکی سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ بس اس لڑکی کی ضرورت پڑ رہی ہے۔ جب اس کو اغوا کیا جائے گا تو سلمہ خود ہی بھاگتی ہوئی آئے گی۔ سرکل مکمل ہوا۔

(@@@@@@@@@@@@@@@@)ماضی۔ دانش ہاؤس۔-----------------------------------

ممامیں دو دن تک پہنچ جاؤں گی۔میری بہت ضروری کلاس ہے۔آپ کے ساتھ بابا ہیں آپ اتنی مبارک جگہ پر جارہے ہو آپ کا دل لگ جائے گا۔میرال مریم بیگم کو سمجھانے کے انداز میں بولی۔۔۔۔۔۔۔۔۔میرال، مریم بیگم اور دانش صاحب سب اللہ کے مبارک گھر کی زیارت کے لئے جارہے تھے اور میرال کے کالج سے میسج آیا ان کی بہت ضروری کلاس تھی۔جس کی وجہ سے میرال دو دن بحد جائے گی۔اور مریم بیگم مان نہیں رہی تھی۔میرال تم میری بات کرواؤں اپنی ٹیچر سے میں ان سے بات کرتی ہوں مریم بیگم میرال سے موبائل لینے لگی جب کمرے میں دانش صاحب آئے۔کیا ہو گیا ہے؟مریم دو دن کی بات ہے پھر میرال آجائے گی وہاں۔جو ہوتا ہے بہتر ہی ہوتا ہے۔اسی میں کوئی بہتری ہو گی۔دانش صاحب کی یہ گہری باتیں سچ میں تبدیل بھی ہو سکتی ہیں۔رات 12:00 بجے کی ان کی فلایٹ تھی۔میرال میری ہرن بیٹی اپنا خیال رکھنا۔اور اچھی بیٹیاں بابا کی بات مانتی ہیں۔دانش صاحب میرال سے مخاطب

ہوئے۔شاید یہ ان کی آخری نصیحت تھی یہ تو قدرت کو ہی محلوم۔جب
کے مریم بیگم بھی میرال کو ہدایت دیتی رہی کے دو دن بحد تم نے وہاں موجود
ہونا ہے۔ورنہ میں ناراض ہو جاؤ گی۔۔۔۔ باتیں کرتے کرتے 12:00 بج
گئے اور میرال مریم بیگم اور دانش صاحب کے گلے لگی۔اور ان کو تب تک
دیکھتی رہی جب تک ان کی پشت نظر آتی
رہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔—-------------

-----@@@@@@@@@@@@@@@

رات کے تین بج رہے تھے۔لائٹ بند۔ گھٹاٹوپ اندھیرا۔کمرے کے بیچوں بیچ
زاویار کھڑا تھا۔باہر مینشن میں سناٹا پر زاویار کے دماغ میں شور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
"تمہارے خون سے سنے ہاتھ کا دیا ہوا نوالہ نہیں کھاؤں گی۔۔۔۔۔۔ تمہارے
خون سے سنے ہاتھ۔۔۔۔۔۔ "خون سے سنے ہاتھ"" قاتل ہو تم زاویار پاشا
۔۔۔۔۔۔۔"""""قاتل..... قاتل.... """".زاویار نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھا

اسے ایسا لگ رہا تھا۔ جیسے بہت سے لوگ اس کا مزاق اڑا رہے ہوں۔ بس

۔۔۔بس کر دو میرال۔۔مجھے پتہ ہے میں قاتل ہوں۔ وہ شیشے کی جانب گیا

۔روز وہ خود سے پوچھتا تھا کہ 6 سال کا زاویار کہاں گیا؟ کیا میں نے اپنے ماں باپ

کا بدلہ پورا کیا۔۔۔۔میں اپنے ماں پاپ کو کیا بتاؤ کے ان کا بیٹا ایک قاتل بن گیا

۔۔وہ لڑکھڑا کر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔ مما وہ کہتی ہے میرے ہاتھ

گندے ہیں۔ مما کیا میں واقعی ہی اتنا گندہ ہوں؟ وہ انسان جو دنیا کے سامنے ایک

بار لاس پاشا تھا۔۔۔اب وہ کسی محصوم بچے سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ اندھیرے

میں وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔

ان ہاتھوں سے میں نے سلمہ کو مارا۔ ان ہاتھوں سے میں نے شکیل کو گولی ماری

اور ان ہاتھوں سے ہی میں نے میرال کو بچایا؟ پھر یہ ہاتھ گندے کیسے۔۔ کیا میں

کاٹ دو یہ ہاتھ۔۔۔۔اس نے زور سے دیوار پر مکا مارا۔ خون بہنے لگا لیکن اس کو

درد نہیں ہوا۔۔درد تو اس کو تب ہوا جب اس نے یہ الفاظ سنے تھے۔۔۔۔20

سال سے بھوکا ہوں میں......... محبت کا بھوکا۔۔۔اور اس نے ایک نوالہ سے ہی انکار کر دیا۔۔۔

@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@

وہ بخار میں تڑپ رہی تھی۔۔۔۔۔ مما بھوک لگی ہے۔ مما کھانا دے دے۔ بھوک لگی ہے۔ وہ بخار میں بڑبڑا رہی تھی اور وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اس وقت وہ اکیلی ہے۔۔۔ جب کے دوسری طرف آیان کی لوکیشن ٹریکر پر وہ میرال کی ہارٹ بیٹ دیکھ رہا تھا۔......102 ......103.....104.........

زاویار وہ مر جائے گی چلوں ڈاکٹر کو لے جاتے ہیں اسے بہت تیز بخار ہے۔۔۔۔ ارحم پریشانی سے بولا* نہیں لے کر جا سکتا منع کیا ہے اس نے۔۔۔۔۔۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں زبردستی نہیں کروگا۔۔۔۔۔۔۔ زاویار اپنے زخمی ہاتھ کو دیکھتے ہوئے بولا جس پر ابھی ارحم نے مرہم پٹی کی تھی۔ پر وعدہ یہ نہیں کیا تھا

کے مرنے دوں گا‘‘اب ارحم کا لہجہ سخت ہونے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔زاویار کو سکول کا وہ لمحہ یاد آیا جب اس نے پہلی بار اس ہرن جیسی محصوم لڑکی کو دیکھا تھا۔۔......@@@@@@@@@@@@@@@@@

@

ماضی۔۔۔۔۔۔میرال مریم بیگم اور دانش صاحب کو چھوڑ کر گھر آ گئی۔اور اپنے کمرے میں جا کر پڑھائی کرنے لگی۔۔۔کچھ ہی دیر میں تیز ہوائیں چلنی شروع ہوئی۔۔۔اور کچھ ہی دیر میں لائٹ چلی گئی۔میرال کو ایک لمحہ کے لئے ڈر تو لگا۔لیکن اس نے سورتیں پڑھنے شروع ہوئی۔اور ایک کی لمحہ میں زور سے بجلی چمکی اور اس کے منھ سے مریم بیگم کا نام نکلا۔۔۔اور اسی ٹائم لائٹ آ گئ ۔۔۔اس نے جلدی سے وضو کیا اور نماز تہجد ادا کرنے لگی۔۔۔۔۔اس کے دل میں خوف سہ آ گیا۔کچھ دیر بعد اس نے ٹی وی چلائی۔ٹی وی کے چلتے ہیں سامنے نیوز آئی اور اس ٹی وی کی خبر نے اس سے زمین چھین لی

ہوں۔۔۔۔۔۔ نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔وہ اپنے آپ کو یقین دیتے

ہوئے بولی۔۔@@@@@@@@@@@@@@@@

دانش ہاؤس جہاں بس مسکراہٹیں کی آوازیں آتی تھی آج وہ گھر بلکل ویران سہ

ہو گیا۔۔ مریم بیگم اور دانش صاحب کے انتقال کو آج ایک ہفتہ گزر چکا

تھا۔ موسم کی خرابی کی وجہ سے صحودی عرب کی طرف روانہ ہونے والا جہاز

کریش ہو چکا تھا ان کی قسمت میں اللہ کے گھر کی زیارات نصیب نہ تھی۔ میرال

بلکل مردہ حالات میں مریم بیگم کے کپڑوں کو اپنے گلے لگا کر فرش پر بیٹھی تھی

اتنے میں سلمہ کمرے میں آئی میرال بیٹا اب تم بڑی ہوں یہاں رہنا تمہارے

لئے ممکن نہیں۔ اس لئے اب سے تم میرے گھر رہوں گی۔۔۔ میری بیٹی بن

کر۔ سلمہ کی یہ بات سن کر میرال نے منفی لہجے میں منا کیا۔۔۔۔۔۔ جب کے

کئی گھنٹے سمجھانے کے بعد آخر کار میرال مان ہی گئی۔ اور وہ اپنا گھر اپنی یادیں

۔ سب کچھ یہی چھوڑ کر جا رہی تھی۔

@@@

جی پر دیکھ بھال چاہیے۔ کوئی اپنا اس کا خیال رکھے۔ڈاکٹر سمجھاتے ہوئے بولا۔

میں ہوں اسکا اپنا وہ مانے یا نہ مانے۔ میں اس کا ہوں 💔💔

آدھی رات کو میرال کو ہوش آیا۔ڈرپ لگی ہوئی تھی۔AC چل رہا

تھا۔۔سامنے کرسی پر زاویار سر جھکائے بیٹھا تھا۔تم۔۔۔۔تم پھر سے یہاں آگئے

میں نے منع کیا تھا۔ تمہیں بات سمجھ نہیں آتی کیا۔زاویار نے اپنا سر اٹھایا۔ہاں

بولا تھا۔ مگر آنا پڑا تھا۔تمہاری انا تمہاری جان سے بڑھ گئی ہے۔۔زاویار کی یہ

بات سن کر میرال بولی۔تم مجھے یہ بتاؤ کے تم کون ہوں اور تمہاری آنٹی سلمہ سے

کیا دشمنی تھی۔جو تم نے ان کو مار دیا ہے۔میرال کو آج ہی سب سوالوں کے

جواب پوچھنے تھے۔کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔مجھے بتاؤ۔۔۔۔۔یہ سب تو

تمہیں اپنی اس آنٹی سے پوچھنا چاہیے تھا میرے سے نہیں۔زاویار نے اسی سے

یہ سوال کیا اور کمرے سے چلا گیا۔آج اس کی آنکھوں میں نفرت کے ساتھ کچھ

اور بھی تھا۔شاید: شرمندگی۔۔۔۔۔۔۔۔

میرال ڈرپ کو دیکھ رہی تھی۔ ''خون سے سنے ہاتھ'' مگر آج اسی ہاتھوں نے

اس کی جان بچائی تھی۔

میرال گھر آگئ تھی۔ پر خطرہ ابھی ٹلا نہیں تھا۔ زاویار اس سے دور تھا لیکن سایہ

بن کر ساتھ

تھا۔۔@@@@@@@@@@@@@@@@@@

@میرال نے کالج کا یونیفارم پہنا۔ سفید کوٹ ''سٹیتھو گلے میں۔ آئینے میں

دیکھا: ڈاکٹر میرال شہر بانو......اس کے دل میں مریم فاطمہ اور دانش صاحب کا

خیال آیا۔ میرال نے گیٹ کو تالا لگایا اور رکشہ کروانے لگی۔ جب بایک سے ایک

لڑکے آیا اور اس نے میرال کو ایک پارسل دیا۔ میم یہ پارسل ہے اس پر آپ

سائن کر دیا۔ پارسل پر اسی کا نام لکھا ہوا۔ ڈاکٹر میرال فاطمہ..... میرال جلدی

سے پارسل کھولنے لگی

@@@

میرال نے پارسل کھولا۔اندر پرفیوم کی بوتل۔۔۔۔گفٹ ؟ کس کا؟ میرال سونگھنے لگی۔اسی وقت وہی پارسل والا آدمی دوبار میرال کے پاس آیااور وہ اپنا ہیلمیٹ اتارتا ہے۔۔۔میرال نے سر اٹھاکراس آدمی کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور وہ وہی ساکن ہو گئی۔۔اسے لگا جیسے سب کچھ ساکن ہو گیا ہے۔

ماضی: میرال صبح اٹھتی نماز پڑھ کر وہ اپنے لئے اور سلمہ اور اسلم صاحب کے لئے ناشتہ بناتی اور پھر کالج کی تیاری کرتی۔روز کی طرح آج بھی وہ ناشتہ بنار ہی

@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@

سامنے سلمہ کا پرانا نوکر اکرم کھڑا تھا۔چہرے پر تیزاب کے نشان۔اس کے ہاتھ میں پسٹل ۔اور چہرے پر شیطانی مسکراہٹ۔میرال کے ہاتھ سے پرفیوم کی وہ بوتل زور سے گری۔اس کے ہاتھ میں پسٹل دیکھ کر کچھ غلط ہونے کا احساس

ہوا۔بھاگو۔میرال زور سے چیخی.....اکرم نے ٹریگر دبایااور گولی کی زور دار آواز آئی''دھڑام''اسی لمحہ کالی لینڈ کروزر سامنے سے گزری۔اس نے چلتی گاڑی سے چھلانگ لگائی۔میرال کو دھکادے کر گرادیا۔گولی زاویار کے بازو میں لگی''''آہ''''کچھ ٹائم کے لئے نہ رفیق کو یقین آیااور نہ میرال کو یہ سب کیاہوا اور کیسے ہوا

اتنے میں ایک اور گولی کی آواز آئی۔

ماضی میرال سلمہ بیگم کے لئے ناشتہ..لئے سیڑھیاں چھڑھ رہی۔پر اٹھا،آملیٹ اور چاہیئے۔میرال دستک دینے لگی لیکن دروازہ ہلکاسہ کھلا تھا۔اندر سلمہ کی آواز آرہی وہ کسی سے فون پر بات کررہی تھی۔ہاں اسلم پیسے ٹرانسفر ہوگئے ہیں۔اور ہاں یہ خبر اس تک نہیں جانی چاہیئے۔میرال کے نام پر جو 10 کروڑ کی پراپرٹی ہے اس کو پر جعلی سائن کر کے ہم اسے اپنے نام کرلے گے۔اوراس یتیم لڑکی کو گھر سے نکال دے گے۔بہت کھایاہے اس نے ہمارااب ہمارااوقت آگیا

ہے۔۔۔۔۔ سلمہ بات کر رہی تھی جب اس کو برتن ٹوٹنے کی آواز آئی۔۔۔

میرال کے ہاتھ سے ٹرے چھوٹ گیا۔ گرم چاہئے۔ فرش پر جا گری۔ اور شیشے کے برتن کرچی کرچی ہو گئے۔ کون۔۔۔۔۔ کون ہے باہر۔۔ سلمہ اپنے کمرے سے باہر نکلی سلمہ بیگم کا رنگ اڑا میرال کو دیکھ کر۔ سامنے میرال پاؤں میں شیشہ گھسا ہوا۔ خون بہہ رہا۔ پر اسے کوئی پرواہ نہیں اس کی آنکھوں میں شعلے۔ میری پراپرٹی کو ہاتھ مت لگانا سلمہ جی۔ آپ اتنے لوگوں کا پہلے سے حق کھا چکی ہے میرا حق نہیں کھا سکتی۔ میرال کو اس وقت اپنا زخم بھول چکا تھا۔ کہ اس کے پاؤں سے خون نکل رہا ہے۔ نہیں بیٹا تم غلط سمجھ رہی ہو۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ وہ..... چپ۔۔ میرال نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے سلمہ کو چپ کرنے کو کہا۔ بس آنٹی اب بہت کر لئے آپ نے ڈرامے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں اب آپ کا اصلی چہرہ سب کو دیکھاؤ گی۔۔۔۔۔ کہ آپ ماں نہیں ناگن ہیں۔ اپنے بچے کے لئے بھی ناگن۔ میرال کی یہ بات سلمہ کے لئے کسی زنزلے سے کم نہیں تھی۔

سلمہ لڑکھڑا گئی اتنے سالوں سے چھپی بات آج کسی تیسرے کو محلوم ہو ہی گئی۔

میرال اپنا خون آلودہ پاؤں لے کر سیڑھیوں سے نیچے چلی

گئی۔@@@@@@@@@@@

شایان نے اکرم کو ایک ہی گولی میں ڈھیر کر دیا۔اور وہ تینوں بھاگتے ہوئے زاویار

کے پاس آئے۔۔۔۔جب کے دور کھڑی میرال کو زاویار دیکھ رہا۔اور ساتھ میں

ہلکی سے مسکراہٹ اور اس کے بعد زاویار نے اپنی آنکھیں بند کر لی۔ ہسپتال کا

سین: ICU وہ تینوں اپنے باپ کی طرح بھائی کے لئے دعا کر رہے۔یا اللہ ہم

نے تو بچپن سے گولیاں کھائی ہے۔ لیکن زاویار کو پہلی بار لگی ہے۔اے اللہ اتنے

سالوں بعد تیرے سے کچھ مانگ رہا ہوں۔زاویار کو ہوش آجائے۔ارحم کی

آنکھوں میں التجا سی تھی۔شایان: میرال کے پاس کال کروں اکیلی ہے وہ

گھر۔آیان: کیوں ان کے پاس کال کیوں کرے۔ہمارا بھائی آج ICU میں

کیوں ہے۔ کس کی وجہ سے۔اور ہاں تم وہ بھول گئے انھوں نے ہسپٹل میں کتنی

انسلٹ کی تھی۔اگران کو اتنی فکر ہوتی تو آسکتی تھی یہاں۔اگر کسی نے کال کی تو میں بتاؤ گا اس کو۔آیان نے اپنا فیصلہ سنایا۔ویسے زاویار وہاں کیسے پہنچ گیا سب سے پہلے تو آیان نے دیکھا یہ سب۔ارحم سوچتے ہوئے بولا۔یہ س ب چھوڑوں ہمیں پہلے اپنے بھائی کے لئے دعا کرنی ہے۔پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سین: شہر مانو مینشن۔۔۔۔۔میرال بیڈ پر بیٹھی سامنے زاویار کا کوٹ جس پر زاویار کا خون لگا ہوا۔میرال کے دماغ میں ایک جنگ لگی ہوئی۔مجھے جانا چاہئے یا نہیں اس نے میرے لئے گولی کھائی۔اور میں میں یہاں ہوں بیٹھی ہوئی ہوں۔میرال اٹھی۔چادر لی پھر دروازے کے پاس رکی۔رک میرال ارحم بھائی نے منع کیا تھا۔پولیس،رپورٹر یہ سب اس سے زاویار کمزور پر جائے گا۔میرال نے چادر اتاری وضو کیا۔اور جائے نماز بچھالی۔"اے اللہ میں نہیں جا رہی لیکن میری دعا وہاں اس تک بھیج دے۔اس کو بتا دے کے میں آئی نہیں لیکن دعائیں

بہت کی۔ ساری رات نام زاویار کا اور دعا زندگی

کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سین: صبح کے پانچ بج رہے۔ان تینوں کے پاس نرس آئی آپ کے پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے۔ خون زیادہ بہنے کی وجہ سے کمزوری ہوگئی ہے ان کا اچھے سے خیال رکھے گا۔ نرس ان کو خوش خبری اور ہدایت دے کر وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔ تینوں کے چہرے پر ایک الگ سہ سکون تھا۔تینوں ایک دوسرے کے گلے لگے۔اور ارحم نے میرال کے پاس کال کرنے کے لئے موبائل نکال۔ اور آیان نے ارحم کا موبائل چھین لیا۔ارحم: آیان موبائل دو میرال کے پاس کال کرنی ہے وہ پریشان ہوگی۔ آیان: جس کو پرواہ ہوتی ہے نہ ارحم وہ پوچھتی نہیں۔۔۔ پہنچی جاتی ہے۔ تو کال کر کے کیا جتائے گا؟ یہی کہ ہم کتنے وفادار ہیں۔ پوری رات یہاں رہے ہیں۔ رہنے دے۔ جب آنا ہوا تو آجائے گی تب سنانا خوش خبری۔ مفت کی ہمدردی نہیں چاہیے باس کو۔۔۔۔ آیان نے اپنے دل

کی بات بولی۔ شایان: آیان ٹھیک کہہ بول رہا ہے۔ چھوڑوں ہمارا باس سب سے قیمتی ہے اگر کسی کو کوئی فکر ہے تو وہ یہاں آجائے۔

@@@@@@@@@@@@@@@@@@

@@وہ تینوں زاویار سے ملنے روم میں گئے جہاں اس کے ہاتھ پر پٹی اور آکسیجن ماسک لگا ہوا۔ زاویار نے آنکھیں کھولی۔ جہاں وہ تینوں مل کر کمرے میں آئے۔ زاویار کے چہرے پر گہری مسکراہٹ آئی۔ کوئی تو اس کی زندگی میں اس کا خیال رکھنے والے تھے اس کے یار، اس کے بھائی، اس کا خیال رکھنے والے۔ کیسا ہے میرا یار۔ زخم بہتر ہے ارحم فکر مندی سے بولا۔ تمہارا بھائی بلکل ٹھیک ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ زاویار اس کے

ہاتھ کو پکڑتے ہوئے بولا۔ اب ہمیں بھی ملنے دو ہم بھی تو ان کے بھائی ہیں چلو سائیڈ پر ہوں شایان ارحم کو سائیڈ پر کرتے بولا۔ اور ہاں اچھا سہ جوس، اور ناشتہ لے آؤ۔ بڑی بھوک لگی ہے شایان حکمی لہجے میں بولا۔ جب کے ارحم منھ بناتے

کمرے سے باہر چلا گیا۔اور وہ اس کی شکل کو دیکھ کر ہنسنے

لگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زاویار کمرے کے درازے کی طرف

دیکھنے لگا جیسے کسی اور کا بھی انتظار ہوں اور یہ بات شایان اور آیان نے نوٹ کی۔

بھائی کچھ چاہیے آپ کو۔آیان بولا۔

جب کے اب ہم کینٹین کی طرف جائے تو ارحم نے سب سے پہلے موبائل پر

میرال کا نمبر ڈایل کیا۔اگلے چند سیکینڈ میں کال اٹھائی گئی۔میرال زاویار کو

ہوش آگیا ہے۔اور اچھا ہو گا کہ تم ادھر آجاؤ اگر آنے میں کوئی پروبلم ہے تو میں

تمہیں لے آتا ہوں۔ارحم نے مشورہ دیا۔نہیں نہیں ارحم بھائی میں آجاؤ گی بس

آپ لوکیشن سینڈ کر دے۔میرال نے جواب دیا۔ٹھیک ہے میں کر دیتا

ہوں۔اور ارحم نے کال کاٹی اور لوکیشن سینڈ کرنے

لگا۔@@@@@@@@@@@@@@

میرال نے جلدی سے چادر کی اور گیٹ کو تالا لگایا۔اگلے 10 منٹ میں وہ اس لوکیشن پر پہنچ گئی تھی جو ارحم نے سینڈ کی۔وہ ICU کے قریب آئی جہاں باہر ہی ارحم کھڑا تھا۔السلام علیکم ! ارحم بھائی۔میرال نے آتے ہی ارحم کو سلام کیا۔ وعلیکم سلام ! اچھا میری ایک بات غور سے سنو۔ارحم سمجھتے ہوئے بولا۔اگر تم سے کوئی بولے کہ کس نے تمہیں یہاں کا بتایا ہے مطلب کے اس ہوسپیٹل کا۔ تو میرا نام بلکل نہیں لینا۔ سمجھ آرہی ہے نہ۔جی بھائی میں نہیں لوں گی آپ کا نام۔میرال بولی اور ارحم نے اسے کمرے کا نمبر بتایا۔جب کے وہ خود وہاں سے چلا گیا۔میرال دروازہ کھولنے لگی جب اندر سے آواز آئی۔بھائی اگر آپ ان کا انتظار کر رہے ہیں تو وہ بلکل نہیں آئے گی۔کیونکہ جس کو آنا ہوتا ہے وہ بغیر بولائے آجاتا ہے۔اور جس نے نہیں آنا ہوتا اسے 100 کال بھی نہیں لا سکتی۔ جب کہ وہ تو بس موبائل پر آپ کی خیریت پوچھ رہی ہیں۔آیان نے اپنے دل کی ساری بات کہہ دی۔جب کے بیڈ پر سوئے زاویار کو آیان کے الفاظ کسی خنجر سے

کم نہیں لگے۔اور موبائل کی بات پر تو اسے چھٹکا لگا۔کیا مطلب موبائل پر۔تم لوگوں کے پاس اس کا نمبر ہے کیا۔زاویار نے غصے سے بولا۔نہیں ہمارے پاس تو نہیں ہے ہاں البتہ ارحم کے پاس ہے وہی ساری انفارمیشن ان کو بتاتا ہے۔شایان آیان کو خاموش کروانے کی بہت کوشش کر وارہا لیکن آج وہ چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا۔اور شایان نے زاویار کا چہرہ دیکھا جو غصے کی وجہ سے لال ہو چکا تھا۔ارحم کہاں ہے زاویار دھاڑا۔جب کے باہر کھڑی میرال اس کی آواز پر ایک دم سے ڈر گئی۔اور اسے آیان کے منھ سے نکلا ایک ایک لفظ درست لگ رہا تھا۔میں نے پوچھا تم لوگوں کو میری بات سمجھ نہں آرہی میں نے پوچھا ارحم کہاں ہے۔زاویار کی دوبارہ سے غصیلی آواز آئی اور ساتھ ہی اس نے اپنے ہاتھ میں لگی ڈرپ اتاری۔جی وہ۔۔۔۔شایان کچھ بولنے لگا جب دروازے سے میرال آئی سفید چادر کی ہوئی۔اور بلکل سادہ سی اور وہ اس سادگی میں اسے محصوم بچہ کہنا غلط نہ ہو گا۔جب کے ان تینوں کی نظر ادھر پڑی۔شایان اور آیان

دونوں جلدی سے کمرے سے نکل آئے۔ میرال تم یہاں کیا کر رہی
ہوں۔ میرال کی نظر اس کے ہاتھ پر پڑی جہاں خون کی چھوٹی لکیر اب بہت بڑی
ہو چکی تھی۔ اور وہ خون فرش پر گر رہا۔ میرال جلدی سے اس کے پاس آئی
۔ آپ کا خون گر رہا ہے اور ساتھ میں اپنی چادر کی ایک سائیڈ پکڑی تاکہ زاویار کا
خون صاف کر سکے۔ میرال ہاتھ پکڑنے لگی۔ جب زاویار نے اپنا ہاتھ پیچھے
کر لیا۔ پہلے اپنا جملہ یاد کرو پھر یہ خون صاف کرنا۔ زاویار کچھ یاد کراتے ہوئے
بولا۔۔۔ کون سہ جملہ میرال نہ سمجھی سے بولی۔ اتنی جلدی بھول گئی۔ چلو میں ہی
یاد کروا دیتا ہوں۔ تو میرال فاطمہ نے کچھ یہ کہا تھا کہ ”تمہارے خون سے سنے
ہاتھ کا دیا ہوا نوالہ نہیں کھاؤں گی۔“ یاد آیا میرال اب یہ نہ بولے گا کہ یہ بھی
بھول گیا ہے یہ آپ کے منہ سے ہی نکلے ہوئے الفاظ ہیں۔ جب کے میرال اپنے
بولے گئے الفاظ پر پچھتا رہی تھی۔ کچھ دن سے شہر بانو مینشن میں کھانے کے
پارسل آ رہے تھے۔ میرال کے پاس پیسے نہ ہونے کی وجہ سے وہ چپ کر کے

پارسل لے لیتی۔ وہ جانتی تھی یہ کھانا کون بھیج رہا ہے۔ بھوک انسان سے بہت کچھ کروا لیتی ہے۔ وعدہ خلافی، چوری اور بہت کچھ۔۔۔۔۔۔۔۔وہ تو میں غصے میں تھی تو منہ سے نکل گئے۔اب انسان ہوں کچھ بھی بول سکتی ہوں میرال نے اپنی صفائی پیش کی۔اچھا تو آپ غصے میں کسی کا دل بھی ہرٹ کرتی ہیں زاویار اپنا خون صاف کرتے ہوئے

بولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ آپ کا کوٹ اس دن آپ کو گولی لگی تو یہ ارحم بھائی نے اتارا تھا۔میں نے اچھی طرح دھولائی کیا ہے۔میرال کی محصومیت دیکھ کر زاویار کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ چلوں یہ تو مجھے پتہ چل گیا ہے کہ آپ اپنی بات کی پکی نہیں ہیں۔اس طرح میں آپ کی باتوں کو سیریس بھی نہیں لوں گا۔زاویار ہنستا ہوا۔بولا۔جب کے میرال اس کو غور سے دیکھ رہی۔ جیسے اس کو کچھ ہوا ہی نہ ہوں بلکل پر سکون گولی والے ہاتھ کو وہ بار بار گردن پر لا رہا جیسے گردن میں درد ہوں۔آپ کے ہاتھ میں درد نہیں

ہو رہا کیا۔ میرال کی طرف سے سوال؟ مجھے اور وہ بھی درد۔۔۔۔۔ بلکل نہیں مجھے درد کی عادت ہو گئی ہے۔اس لئے اب درد محسوس نہیں ہوتا۔زاویار نے پر سکون لہجے میں جواب دیا۔ میرال اس کی پر سکونی پر حیران تھی۔اچھا میں چلتی ہوں آپ اپنا خیال رکھنا میرال یہ کہتی دروازے کی طرف جانے لگی جب زاویار بولا: تمہیں یہاں کے ہوسپیٹل کی لوکیشن کس نے بتائی۔زاویار سیریس لہجے میں بولا۔وہ میں پہلے اس ہسپیٹل میں آئی تھی کوئی کام تھا اس لئے۔میرال یہ کہہ کر وہاں سے رفو چکر ہو گئی تا کہ زاویار اس سے کوئی اور سوال نہ پوچھ لے۔۔۔۔۔۔جب کے زاویار اس کے صاف جھوٹ پر

حیران۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔@

@@@@@@@@@@@@@@@@@@

@@

ماضی:::::دو دن سے میرال گھر کا کوئی کام نہ کرتی۔کالج سے آتی۔اور اپنے لئے خود کھانا، ناشتہ بناتی۔اور رات کو بیٹھ کر پڑھائی کرتی تھی۔اس کے ایگزیم بہت قریب تھے۔اس لئے وہ بہت محنت کر رہی تھی۔ابھی بھی وہ پڑھائی کر رہی تھی جب دروازے سے کوئی آیا۔دروازے سے اندر آنے والی شخصیت سلمہ بیگم ہی تھی۔میرال میرے سر میں درد ہے اچھی سہ چاہیے بنادو صبح سے اتنا کام کر رہی ہوں اب جلدی سے بنادوں سلمہ بیگم یہ کہہ کر کمرے سے جانے لگی

جب میرال بولی۔میں پڑھائی کر رہی ہوں آپ یہ کام بھی خود کر لے۔میرال یہ بول کر دوبارہ سے پڑھائی میں مصرف ہو گئ۔جب کے سلمہ بیگم کچھ بولنے لگی لیکن پھر ان کے دل میں خیال آیا۔۔۔۔۔۔نہیں ابھی کچھ نہیں کہتی کچھ دن تک خود ہی ٹھیک ہو جائے گی ورنہ میں ٹھیک کر دوں گی۔سلمہ بیگم یہ سوچتے ہوئے بولی ٹھیک ہے بیٹا تم پڑھو میں خود ہی بنالوں گی۔سلمہ یہ کہہ کر کمرے سے چلی گئ جب کے میرال کے ہاتھ سے کتاب گر گئ۔اسے یقین نہیں آرہا تھا کے

یہ وہی سلمہ بیگم ہیں جو سارا دن اس سے کام کرواتی رہتی تھی۔ میرال کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔ تبھی اس کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ان کا موڈ کچھ بہتر ہے تو میں یہ بات ضرور پوچھو گی ان سے۔ میرال سوچتے ہوئے بولی۔اور پھر وہ دوبارہ سے اپنے ایگزیمز کی تیاری کرنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@

@@ تمہیں میں نے منع کیا تھا کہ باس کے سامنے ایسی کوئی بات نہ کرو اب سکون میں آ گئے ہوں سب بتا کر پتہ نہیں اب باس ارحم کے ساتھ کیا کرے گے۔ شایان سوچتے ہوئے بولا۔ تمہیں اس کی فکر ہے میری نہیں جو انھوں نے مجھ سے کہا ہے۔ میری انسلٹ کی ہے اور باس جو کرے گا ارحم کے ساتھ بلکل سہی کرے گا۔اس کو زیادہ سائیڈ لینی ہوتی ہے اس میرال صاحبہ کی زیادہ ہمدرد بنتا تھا۔ آج ساری ہمدردی چلی جائے گی۔ آیان مزے سے بولا۔ آیان تم پہلے اس طرح تو نہیں تھے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے ؟۔ شایان فکر مندی سے بولا۔ مجھے

کچھ نہیں ہوا تم سب کو کچھ ہوا ہے۔ تم لوگ بھول گئے جب اس نے ہمارے باس کی اتنی انسلٹ کی اور وہ بھی ہسپٹل میں۔ آیان سنجعدہ لہجے میں بولا۔ ہمیں سب یاد ہے لیکن ہمارا یہ حق نہیں کہ ہم کوئی شیکایت کرے اگر ہمارے بھائی کو کوئی مسئلہ نہیں تو ہمیں بھی کوئی مسئلہ نہیں شایان بولا۔

@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@

@@زاویار نے اپنا کوٹ اٹھایا۔ کوٹ کی جیب میں کوئی لفافہ تھا۔ زاویار نے جلدی سے وہ لفافہ کھولا۔ جس میں لکھا ہوا تھا۔ آپ سوچتے ہو گے کے میں اتنی خود غرض ہوں کے کسی نے میرے لئے گولی کھائی اور میں اس کا شکریہ بھی ادا نہ کروں۔ لیکن ایسا نہیں ہے میں آپ کا شکریہ آپ کے سامنے تو نہیں کہہ سکتی لیکن ایک تحریر کی شکل میں ضرور کر سکتی ہوں۔ آپ کا بہت شکریہ کے آپ نے میری جان بچائی۔ میں آپ کے لئے بہت فکر مند تھی۔ اور اللہ جی سے بہت

دعائیں کی۔اس دن مجھے یہ احساس ہوا کے میرا اپنا آج بھی کوئی زندہ ہے۔

(میرال شہر بانو)۔

خط کو پڑھنے کے بعد اس کو کچھ اچھا محسوس ہونے لگا اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔آجاؤ زاویار نے اندر آنے کی اجازت دی۔دروازے کھولنے پر سامنے سے ارحم آیا۔کہاں تھے اتنی دیر سے زاویار ارحم کے قریب آیا۔وہ ایک کام تھا اس لئے دیر ہو گئی۔ارحم نیچے نگاہیں کرتے ہوئے بولا۔ارحم مرزا(ارحم کا پورا نام) تمہیں پتہ ہے میں ہمیشہ جھوٹ کو پکڑ لیتا ہوں اور جھوٹ سے یاد آیا میرے پاس ایک عدد ہیکڑ بھی موجود ہے۔ارحم کو اپنا جھوٹ سامنے آنے کا احساس ہوا۔ تمہیں میرال کا نمبر کہاں سے ملا۔زاویار کا ایک اور سوال۔آ۔۔آیان نے ہیک کیا تھا۔کیا آیان نے ہیک کیا اس کا موبائل۔۔۔جلدی سے آیان کے پاس کال کرو اور اسے یہاں آنے کو کہوں۔زاویار غصے سے بولا۔اور سامنے پڑھا جگ سے پانی ڈالنے لگا۔۔۔میں ڈال دیتا ہوں پانی ارحم بولا۔۔۔۔زاویار نے ہاتھ اٹھا کر

منع کیا۔جو کام کہاں ہے وہ

کروں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ارحم نے آیان کے پاس کال کی اور اسے کمرے میں آنے کو کہا۔کچھ منٹ تک وہ تینوں لائن میں کھڑے تھے جب کے زاویار صوفے پر بیٹھا ان کو دیکھ رہا تھا۔شایان۔۔۔۔زاویار نے پہلا نام شایان کا لیا۔جب کے شایان جلدی سے بولا۔۔۔۔ج۔۔۔جی باس۔شایان اپنے الفاظ مکمل نہ کر پایا۔جاؤ جا کر ڈسچارج پیپ بنالاؤ۔۔۔۔زاویار بولا۔۔۔

لیکن سر..... میں نے جو کہا ہے بس وہی کروں۔۔زاویار کی نظر اب آیان کے چہرے پر تھی اور آیان کو اپنی جان خطرے میں جاتی ہوئی نظر آئی۔سر میں جاتا ہوں۔شایان تم رکو میں بنالاتا ہوں آیان اپنی جان بچاتے ہوئے بولا۔۔۔اپنی جگہ پر کھڑے ہو جاؤ آیان زاویار کی سرد آواز آئی۔شایان اللہ کا شکر کرتے ہوئے کمرے سے چلا گیا۔جب کے آیان اپنی جگہ پر واپس آیا۔ہاں تو ارحم تمہیں میرا ل کا نمبر کہاں سے ملا۔زاویار کی نظر آیان پر تھی اور سوال ارحم سے۔۔۔

آ۔۔۔ارحم بولنے لگا جب آیان نے زور سے اپنا پاؤں ارحم کے پاؤں پر دیا۔۔۔۔ارحم آیان کو دیکھنے لگا جس کی آنکھیں یہ کہہ رہی کے میرا نام مت لینا۔ارحم میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے۔زاویار نے دوبارہ سے کہا۔آیان۔۔۔ آیان نے ہیک کیا تھا نمبر ان کا۔ارحم جلدی سے بولا۔جب کے دوسری طرف آیان کو ایسے محسوس ہوا جیسے اس پر بجلی گری ہوں۔ نہیں تو نہیں سر میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا۔میں نے کسی کا نمبر ہیک نہیں کیا۔آیان صاف انکار کرتے ہوئے بولا۔۔۔آیان جھوٹ مت بولوں۔مجھے پتہ ہے تم ہی نے یہ سب کیا ہے۔کیا ضرورت تھی۔ تمہیں اس کا موبائل ہیک کرنے کی۔وہ ہماری دشمن تھی جو تم نے اس کا موبائل ہیک کیا۔

مجھے ارحم نے بولا تھا موبائل ہیک کرنے کو۔اس بار ارحم کو اپنے اوپر بجلی گرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ نہیں میں نے صرف نمبر لینے کو کہا تھا۔۔۔اگر ارحم مرزا آپ کو محلوم ہوں کے کسی کا نمبر اس کی اجازت سے بغیر لیا جائے تو وہ بھی ہیکیگ

میں شمار ہوتا ہے۔اور تمھں اس کے نمبر لینے کی ضرورت کیوں پڑی۔ کیا وجہ تھی کے میرے پاس اس کا نمبر تک نہیں اور تمہیں نمبر کی ضرورت پڑ گئی۔ زاویار اپنا ہاتھ سیدھا کرتے ہوئے بولا۔مجھے آپ کی طبعیت کے بارے میں بتانا تھا۔اس لئے ضرورت پڑی تبھی دروازے سے شایان آیا۔ سر ڈاکٹر نے بولا ہے کے آپ کو ابھی ڈسچارج نہیں کیا جا سکتا۔۔۔شایان نے معلومات دی۔ شایان کی بات پر زاویار کو اور زیادہ غصہ آیا اور وہ وہاں سے اٹھتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔جب کے آیان اور ارحم نے سکون کا سانس لیا۔

@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@

@@زاویار گھر آ چکا تھا۔بہت ضد کرنے کے بعد ڈاکٹر اس کو ڈسچارج کرنے پر رضامند ہو گئے۔۔دو دن سے زاویار کی ملاقات ان دونوں یعنی ارحم اور آیان سے نہ ہوئی کچھ حد تک وہ خود بھی دور دور رہتے تا کہ دوبارہ سے وہ مطالبہ شروع نہ ہو جائے اور ان دو دنوں میں زاویار کا سارا کام شایان نے کیا۔زاویار کا کھانا،

اس کی میڈیسن وغیرہ۔اور آج آخر کار زاویار کی ملاقات ان دونوں سے ہوں ہی گئی۔زاویار ان کے پاس باہر گاڈن میں آہی رہا تھا جب آیان کی نظر زاویار پر پڑی۔۔اور اس نے جلدی سے اپنا موبائل اٹھایا اور کان کے ساتھ لگالیا۔ہاں آپ ڈن کردوں بلکل۔جی جی۔آیان وہاں سے اٹھ گیا۔جب کے اس کے ساتھ بیٹھا ارحم آیان کو دیکھ رہا ابھی تو وہ کوئی بات کر رہا تھا اور کال کس کی آگئی نہ کوئی بیل نہ کچھ۔۔۔ تبھی زاویار وہاں آکر بیٹھ گیا۔زاویار تم یہاں تمہیں تو آرام کرنا چاہیے تھا۔ارحم فکر مندی سے بولا۔میں نے سوچا کے تم لوگوں نے تو مجھ سے ملنا نہیں ہے تو چلوں میں ہی آجاؤ۔زاویار کی اس بات پر ارحم نے شرمندگی سے آنکھیوں نیچے کرلی۔میرا یہ مقصد یہ نہیں ہے کہ تم شرمندہ ہوں۔بس تمہیں سوچنا چاہیے تھا کہ کسی لڑکی کا موبائل اس طرح ہیک نہیں کرواتے۔میں بھی تو کرواسکتا تھا۔لیکن نہیں کروایا کے وہ ایک لڑکی ہے اور ایک لڑکی کا موبائل ہیک کرنا غلط کام ہے۔زاویار سمجھاتے ہوئے بولا۔جی آئیندہ سے خیال رکھوں

گا۔ارحم بولا۔جب کے آیان یہ سوچ رہا کے ارحم کا چہرہ کچھ بہترہ لگ رہا ہے مطلب کچھ حد تک صلح ہو گئی ہے تو وہ بھی اپنا موبائل جیب میں ڈالتا ہوں ان کے پاس آیا۔کیسے ہیں آپ زاویار بھائی۔آیان نے اپنایت سے پوچھا۔تمہیں میرے حال جاننے کی کیا ضرورت ہے تم تو کالز پر بزی ہوں۔کس سے بات ہو رہی تھی۔زاویار کی طرف سے سوال۔کسی سے نہیں کوئی رونگ نمبر تھا۔۔۔۔۔۔۔

@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@

@@#ماضی: میرال کالج سے واپس آئی۔کھانا کھانے کے بعد وہ سلمہ کے کمرے میں گئی۔میرال تم یہاں کیسے کوئی کام تھا کیا۔سلمہ بولی جو کوئی کام کر رہی تھی۔جی ایک ضروری بات ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاں کہو کیا بات ہے۔سلمہ میٹھی آواز میں بولی۔جب میں اس گھر میں پہلی بار آئی تو میں اوپر والی منزل پر گئی۔جہاں ایک کمرا تھا۔اس کمرے کی دیواروں پر صرف تصویریں ہی تصویریں

تھی۔ان سب تصویریں میں ایک چھوٹا بچہ تھا۔شاید وہ میری کلاس میں بھی پڑھتا تھا۔اس بچے کو آپ نے اٹھایا ہوا تھا۔وہ بچہ کون ہے ؟میرال سلمہ بیگم سے بولی۔میرال کی ساری بات سننے کے بعد سلمہ کا چہرہ کچھ اس حالت میں ہوا۔جیسے کسی سانپ نے کاٹ لیا ہوں۔اور سلمہ میرال کے قریب آئی۔تمہیں اس سے کیا۔اپنے کام سے کام رکھوں۔ورنہ تمہارے لئے اچھا نہیں ہوگا۔میں نے تمہیں ایک چھت دی میری شکر گزار ہا کروں اور دوسری بات میرے گھر کے ماضی میں مت جھانکو۔۔ سمجھی۔سلمہ یہ کہہ کر کمرے سے باہر چلی گئی جب کے میرال سلمہ بیگم کے الفاظ پر غور کر رہی تھی۔اس سب کی محلومات تو مجھے لینی ہو گی کہ ان کے ماضی میں وہ بچہ کون

تھا۔@@@@@@@@@@@@@@@@@

@@ شہر بانو۔۔۔ مینشن۔۔۔رات کے تین بج رہے میرال میڈیکل کی کتابیں کھولے اس کے نوٹس بنا رہی تھی۔جب ""دھڑام"" کی آواز آئی۔میرال

کے دل میں خوف اور ہرن جیسی آنکھوں میں آنسوں ں۔اس نے جلدی سے ارحم کے نمبر پر کال کی۔دوسری طرف سے کال نہ اٹھائی گئی۔میرال نے دوبارہ کی لیکن اس بار بھی نہیں اٹھائی گئی۔"دھڑام"ایک بار پھر کسی چیز کے ٹوٹنے کی آواز آئی۔اب اس کی زبان پر اللہ میری حفاظت فرما۔۔۔۔اب چیزوں کے ٹوٹنے کی آواز بند ہو گئی۔کچھ منٹ کے بعد شدید گولیوں کی آواز آرہی جیسے گولیوں کی بارش ہوں۔میرال کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے۔اتنے میں اس کے کمرے پر کسی نے زور سے دھکا لگایا۔۔۔۔اور کچھ ہی منٹمیں دروازہ کھول گیا۔۔۔۔۔۔۔۔@@@@@@@@@خدا کے لئے مجھے جانیں دو میرا کیا قصور ہے۔میرے پاس کچھ نہیں ہے۔گھر،دولت کچھ نہیں مجھے جانیں دو وہ اندھیرے میں چیخ رہی تھی۔جب دروازہ کھولا۔اور سامنے سے آنے والی شخصیت کو میرال پہچان چکی تھی۔آپ۔۔۔۔آپ یہاں آپ نے مجھے اغوا کروایا ہے۔کیوں کیوں کیا آپ نے ایسا میری آپ سے کیا دشمنی

ہے۔مجھے بتائے کیاد شمنی ہے۔میرال اس کے سامنے آتے ہوئے

بولی۔جائیداد، پیسہ اور میری بیوی کی قاتل۔اسلم بولا۔نہ میرے پاس پیسے

ہیں۔اور میرے نام جو پراپرٹی تھی۔وہ میں نے بیچ دی ہے اور آپ اپنی بیوی کے

قتل کی بات کرتے ہیں تو وہ میں نے نہیں کیا آگے آپ نے جو سمجھنا ہے سمجھے

میں نے سب سچ بول دیا ہے۔میرال پر سکون ہو کر بولی جیسے اسے کوئی پروانہ

ہوں۔اے لڑکی اتنی اکڑ اچھی نہیں ہوتی مجھے اپنی پراپرٹی کے پیپر دو۔کہاں

ہیں۔بتاؤ مجھے۔۔۔۔۔۔دھڑام گولی کی آواز آئی۔اسلم نے موڑ کر دیکھا۔پولیس

کے آدمی کھڑے تھے۔ہوشیار ہو جاؤ سب۔پولیس کا ایک آفیسر بولا۔کچھ لیڈی

پولیس میرال کے پاس آئی اور اسے رسی سے آزاد کروایا۔جب کے اسلم کو

پولیس نے گرفتار کر لیا۔میرال اسی وقت رب کے سجدے میں گر گئی۔آج

رب اس سے بڑا راضی ہوا۔اتنے میں دروازے سے زاویار آیا۔پولیس جا چکی

تھی۔زاویار میرال کے پاس گیا۔اٹھو۔۔۔۔۔۔زاویار میرال کو سجدے میں

گرے دیکھ کر بولا۔ میرال نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا سامنے ہی زاویار بیٹھا تھا۔ چلیں گھر۔۔۔۔وہی جا کر سجدے کرنا۔ابھی اٹھو۔۔۔زاویار نے اپنا ہاتھ اس کی جانب بڑھایا۔ میرال جلدی سے اٹھی۔اور زاویار کے ساتھ کمرے سے باہر چلی گئی۔

@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@

کچھ گھنٹے بعد زاویار نے اپنی گاڑی شہر مانو پر روکی۔ جلدی سے اپنا ضروری سامان پیک کروں۔ میں باہر کھڑا ہوں۔زاویار اپنی گھڑی پر ٹائم دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ لیکن میں کہاں جاؤ گی میرے پاس تو کوئی اور جگہ نہیں ہے رہنے کے لئے۔ میرال زاویار کو دیکھتی ہوئی بولی۔ میں نے جو بولا ہے بس وہی کروں میں انتظار کر رہا ہوں جلدی جاؤں۔ میرال گاڑی سے باہر نکلی اور اندر چلی گئی۔

@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@

@

زاویار نے اپنی گاڑی سلطان مینشن پر روکی۔ میرال کی نظر اس حویلی پر پڑی وہ حویلی بہت بڑی اور خوب صورتی کی مثال میں وہ حویلی بے مثال تھی۔ میرال اندر چلوں۔ زاویار نے میرال کو اندر آنے کو کہا۔ میرال زاویار کے پیچھے پیچھے آرہی۔ جتنی یہ حویلی باہر سے خوب صورت تھی اتنی ہی اندر سے بے مثال تھی۔ یہ تمہارا کمرہ کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتانا۔۔۔۔۔۔۔۔۔جی بہتر میرال نے مختصر جواب دیا۔ جبکہ زاویار وہاں سے چلا گیا۔ میرال جب اندر آئی۔ تو اس کی آنکھوں کو یقین نہ آیا کہ وہ اس کمرے میں کھڑی ہے۔ اس کمرے میں ہر طرح کی چیز تھی۔ اس کمرے میں سٹڈی روم علیحدہ اور بیڈ روم علیحدہ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

@@@@@@@@@@@@@@@@@@

@@ماضی: میرال میرے ساتھ زرہ مارکیٹ تک آنا کچھ سامان لینا ہے۔ سلمہ بیگم میرال سے بولی جو رات کا کھانا بنانے میں مصرف تھی۔ جی آپ پانچ منٹ

ویٹ کرے میں کھانا بنالوں۔ میرال کھانا بناتے ہوئے بولی۔ جلدی کرنا پہلے ہی اتنی دیر ہو گئی ہے۔۔۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد میرال اور سلمہ بیگم گاڑی میں بیٹھ کر مارکٹ کی طرف روانہ ہونے لگی۔ سلمہ بیگم گاڑی چلا رہی تھی جب سامنے سے بلیک کلر کی گاڑی روکی۔ گاڑی سے تین آدمی نکلے چہرے پر ماسک اور ماسک پر بار لاس گینگ لکھا ہوا۔ تم۔۔ تم لوگ کون ہوں ہمیں کچھ نہ کہنا خدا کے لئے۔ میرال ڈرتے ہوئے بولی جب کے سلمہ بیگم گاڑی سے کچھ تلاش کر رہی جیسے کوئی۔ پسٹل وغیرہ لیکن اس کے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔ جلدی نکلوں ورنہ اس کو چلنے میں ہم دیر نہیں کرے گے جلدی سے نکلو۔ ان میں سے ایک بولا۔ اچھا۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے ہم باہر نکلتے ہیں۔ تم لوگوں نے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچانا۔ سلمہ بیگم بولی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد میرال اور سلمہ بیگم رسیوں سے بندی پڑی۔ کوئی ہے خدا کے لئے دروازہ کھولوں۔ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ سوائے عزت کے۔۔۔ میرال روتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پوری رات گزر گئی۔۔۔ سلمہ بیگم سو گئی تھی جب کے میرال کی ابھی آنکھ لگی تھی۔ کسی نے دروازہ کھلا۔ سامنے بارلاس پاشا کھڑا تھا۔ سفید رنگت، اور ساتھ میں سفید قمیض شلوار، ہاتھ میں پسٹل۔ جب (بارلاس پاشاہ زاویارہ کا دوسرا نام) کی نظر میرال پر پڑی۔ کیا یہ وہی ہے۔۔۔ ہاں شاید۔۔۔ ہرن کی آنکھوں والی۔۔۔ بارلاس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔ اس محصوم چہرے کو دیکھ کر۔۔۔۔۔۔۔۔ میرال کے سر پر ابھی بھی چادر کی ہوئی۔ اور وہ چادر کی وجہ سے سوئی ہوئی کسی محصوم بچی سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ بارلاس اسے دیکھا کر کمرے سے باہر چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ قدرت اس پر مہربان تھی۔ اس کی خواہش تھی

وہ ہرن جیسی آنکھوں والی لڑکی کو دیکھیں۔اور آج قدرت نے اسے ملا ہی

دیا۔۔۔۔۔

آیان ان کا خاص خیال رکھنا۔ان کو زرہ سی خراش نہ آئے۔ سمجھ آئی بارلاس پاشا

بولا۔جی سر ہم ان کا اچھے سے خیال رکھے

گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔@@@@@@@

موجودہ وقت۔۔۔۔۔۔میرال باہر آئی یہ حویلی جتنی خوب صورت تھی اتنی

ویران بھی۔۔۔۔۔۔۔میرال سیڑھیاں اتر کر ہال میں آئی۔سامنے صوفے پر

آیان بیٹھا ہوا۔ گود میں لیپ ٹاپ، کانوں میں ایئر پوڈ۔۔۔انگلیاں کی بورڈ پر

طوفانوں کی طرح چل رہی تھیں۔ ٹیبل پر تین موبائل 2 تاروں سے جڑے

لیپ ٹاپ۔ سکرین پر کیمروں کی فیڈ۔۔۔ کوڈ۔۔۔۔۔نقشے۔۔آیان دنیا سے

بے خبر۔کسی کا سسٹم ہیک کر رہا تھا۔۔۔۔یہ کون ہے۔۔۔۔زاویا کا بھائی۔؟

یا دوست ؟میرال سوچتے بولی اس کی آیان سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی اس

لئے اسے یہ محلوم نہیں کے یہ کون ہے؟ تبھی آیان کی نظر سامنے کھڑی میرال پر پڑی۔۔آیان نے اپنا لیپ ٹاپ ''ٹھک'' سے بند کیا۔میرال سہم گئی: یہ مجھے گھور کیوں رہا ہے۔تم۔۔۔تم یہاں کیا کر رہی ہوں۔کس نے تمہیں اندر آنے دیا۔تمہارے دماغ میں یہ خیال آرہا ہو گا کے میں کون ہوں۔میں وہی اسی کا نوکر اسی کا دوست اسی کا بھائی جس کو تم نے پورے ہسپیٹل کے سامنے شرمندہ کیا۔ زاویار۔۔۔۔مجھے یہاں کے آئے ہیں۔میرال روتے ہوئے بولی۔تمہیں سارا احساس نہیں ہوا کے تم اس انسان کے گھر کھڑی ہوں جس کو تم نے اس کی اوقات یاد کروائی۔جتنی جلدی ہو سگے یہاں سے چلی جانا۔سمجھ آئی۔آیان اسے سمجھاتا ہوا بولا میرال نے جلدی سے اپنے کمرے کا رخ کیا۔جب کے ہال میں کھڑے آیان کا چہرہ بلکل پھتر کا ہو گیا۔اس کے دماغ میں کچھ خیالات آئے یہ یہاں کیسے۔۔۔۔اسے یہاں کون لے آیا ہے۔آیان سوچتے ہوئے بولا۔ارحم جلدی سے گھر آؤں میں نے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔آیان کال پر ارحم

سے بات کرتے ہوئے

بولا۔۔۔۔۔۔۔۔@@@@@@@@@@@@@

@

کچھ دیر بعد: میرال سیڑھیوں کے بیچ میں کھڑی۔ یہ سوچ رہی کے کیا اس کو میرا یہاں رہنا پسند نہیں آیا۔ تبھی دروازے سے ارحم اور شایان اندر آئے۔ ارحم کے ہاتھ میں فائل اور ماتھے پر پسینہ۔۔۔۔۔ جب کے شایان نے اپنے بازو فولڈ کئے ہوئے۔ اور چہرے پر 12:00 والی مسکراہٹ۔ دونوں نے ہال کا سین دیکھا۔ میرال سیڑھیوں پر کھڑی کسی گہری سوچ میں تھی۔ تبھی اوپر سے آیان کے روم سے کسی چیز کے ٹوٹنے کی آواز آئی۔ ارحم نے دو سکینڈ میں سین سکین کیا۔ اس نے فائلیں ٹیبل پر پھینکیں۔ اوہو۔۔۔ لگتا ہے چھوٹے نواب نے استقبال کر ہی لیا شایان نے سیٹی بجائی: ہال میں سناٹا کیوں ہے؟ جب کے میرال جلدی سے سیڑھیوں سے اتری اور ارحم کے پاس آئی۔ ارحم بھائی۔۔۔۔ آپ

آ گئے۔۔۔۔۔بھائی وہ۔۔۔وہ لڑکا کون ہے۔۔آپ اس کو باہر نکالے اس نے

مجھ سے بہت بد تمیزی سے بات کی ہے اور مجھے گھر سے جانے کو کہا۔

ہے۔۔۔۔میرال صرف ارحم کی طرف ہی متوجہ ہوئی۔اسے خیال ہی نہ رہا

کے ارحم کے ساتھ شایان بھی کھڑا ہے۔جب کے شایان میرال کی ارحم کے

ساتھ اتنی اپنایت دیکھ کر حیران۔ارحم کو معلوم تھا کے وہ آیان ہی

تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں۔۔میں بات کرتا ہوں اس سے وہ تم سے

سوری کرے گا۔اور آئیندہ ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گا۔ارحم میرال کو پیار

سے سمجھاتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

@@@@@@@@@@@@@@@@@@@

سین: ''بناؤ ہاؤس'' دوپہر کے 12:00 بج رہے۔دھوپ تیز۔بناؤ ہاؤس کا

لان۔سامنے 23 کمروں کی حویلی۔سنگ مرمر کے ستون۔سونے کے فانوس۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی۔ میرے ہی گھر میں مجھے ہی دھمکی دے رہے ہو۔ تم جانتے نہیں ہو کہ میں کون ہوں۔ میں اسلم بناؤ ہو میں۔ آدھا شہر میرا نوکر ہے۔ اسلم فخر سے بولا۔ وہ ہنسا جانتا۔ آہستہ سے چشمہ اتارا۔ جانتا ہوں اسلم صاحب تبھی تو آیا ہوں۔ نوکر کے گھر میں مالک بن کر۔۔۔۔۔20 سال پہلے تم نے میرے گھر میں آکر میرے باپ کو دھمکی دی تھی۔ آج۔۔۔۔۔ میں حساب برابر کر رہا ہوں۔ فرق بس اتنا ہے۔ میرے باپ نے تجھے معاف کر دیا۔ اور میں ۔۔۔۔۔ میں کبھی نہیں۔

وہ یہ کہہ کر واپسی کی راہ پر پلٹا۔ اسلم چیخا: رک جاورنہ گولی مروادوگا!

۔۔۔۔۔۔۔ وہ رکا نہیں چلتے چلتے بولا۔ گولی؟ آج گولی نہیں آگ جلیں گی وہ اوپر دیکھتا ہوا بولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آسمان سے موت: اسلم نے غصے سے آسمان کی طرف دیکھا۔ ایک چھوٹا جہاز نیچے کی طرف آرہا۔ بناؤ ہاؤس کے عین اوپر۔۔ یہ .... یہ کیا ہے؟ جہاز حویلی کے اوپر سے گزرا۔ نیچے سے دھند سی نکلی۔ سپرے۔

پوری حویلی پر، دیواروں پر، چھت پر اور اسلم پر بھی چھینٹیں پڑی۔ اسلم نے ہاتھ سونگھا۔ آنکھیں پھٹی کی پھٹی ہمرہ گئی۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ تو پیڑول کی بو..... اسلم گھبراتے ہوئے بولا۔ جب کے بارلاس پاشا کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ۔ بارلاس نے اپنی جیب سے سلور لائٹر نکالا۔ اور ٹک کی آواز۔ اسلم صاحب تم نے بولا تھا۔ کہ میرے گھر میں دھمکی۔۔۔ اب دیکھو وہ گھر ہی نہیں رہے گا۔ نہ دھمکی۔۔۔ اور نہ دھمکی دینے والا😈😈😈 یہ بول کر اس نے جلتا لائٹر ہوا میں اچھلا۔۔۔۔۔۔۔۔ پیچھے کی طرف۔۔۔ حویلی کی طرف اس نے مڑ کر نہ دیکھا۔ لائٹر گھاس پر گرا۔۔۔ کچھ ہی سیکینڈ میں وہ عالی شان حویلی آگ میں لیپٹ چکی تھی۔۔۔۔ بارلاس آرام سے گاڑی میں بیٹھا۔ نہ پیچھے دیکھا اور نہ اسپیڈ کم کی۔۔

@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@

@@ سین: 1 گھنٹے بعد: ”بارلاس ٹاور۔۔۔ 60ویں منزل🏰

شیشے کی دیوار۔ ہاتھ میں کافی کا مگ۔۔۔ سامنے پورا شہر کا نظارہ نظر آرہا۔ اور دور ۔۔۔۔ بناؤ ہاؤس کی جگہ۔ کالا دھواں۔۔ آگ ابھی بجھی نہیں تھی۔ فائر بریگیڈ کی گاڑیاں کھلونے لگی تھی۔۔۔۔۔ اس بلند عمارت پر کھڑا بارلاس اس منظر کو بڑی خوشی سے دیکھ رہا۔ جب ارحم پیچھے سے آیا۔ باس۔۔۔۔۔ بناؤ ہاؤس 90% ختم ہے۔ اسلم زندہ ہے۔ صدمے میں ہے۔ پولیس کو لگ رہا ہے "شاٹ سرکٹ" ارحم نے ساری معلومات دی۔ اس نے کافی کا سپ لیا۔ شیشے پر انگلی پھیری۔ مسکراہٹ اب اور۔۔۔۔ گہری۔ شارٹ سرکٹ نہیں ارحم۔۔۔ "لانگ سرکٹ" 20 سال پرانا سرکٹ آج مکمل ہوا۔۔۔ اسلم کو اس لئے زندہ چھوڑا ہے تا کہ وہ روز جیے اور روز مرے اپنی راکھ دیکھ کر۔ اگلا نمبر ماجد کا ہے۔ اس کو بتا دینا کے بناؤ ہاؤس کو دیکھ لے۔۔۔۔ ٹریلر ہے۔۔۔۔ 😈😈

@@@@@@@@@@@@@@@@@@

سین: سلطان مینشن صبح کے 6 بج رہے ہے۔ سورج نکل رہا۔ کالی گاڑی مین گیٹ پر رکی۔ زاویار گاڑی سے اترا۔ کالے لباس پر راکھ کی ہلکی سی بو۔ آنکھیں لال رات بھر کا جاگا ہوا۔ پیچھے ارحم اترا چہرے پر تھکن۔۔۔

زاویار جاکر سو جاؤ تین دن سے سوئے نہیں۔۔۔ زاویار: نیند؟ جب تک ماجد زندہ ہے۔ مجھ پر نیند حرام ہے۔ یہ کہہ کر وہ اندر کی طرف گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زاویار سیدھا اپنے آفس جانے لگا۔ جب ارحم کھانستے ہوئے بولا زاویار۔۔۔ ایک بات۔۔ زاویار پلٹا: "بولوں"

ارحم نے سر جھکا لیا۔ کل شام۔۔۔ گھر میں ایک مسئلہ ہو گیا تھا۔ آپ۔۔ گھر تھے نہیں۔۔ تو۔۔۔۔ زاویار کی آنکھیں تنگ ہوئیں۔ ارحم کچھ بولنے لگا۔ کون سہ مسئلہ میرال ٹھیک ہے کچھ ہوا ہے کیا اسے۔۔۔۔ زاویار فکر مندی سے بولا۔۔ میرال ٹھیک ہے اور دوسرے سب بھی ٹھیک ہے۔ پھر ارحم نے تفصیل سے سب کچھ بتایا۔ آپ نے منع کیا تھا کہ کوئی ان سے اونچی آواز میں بات نہ

کرے۔ لیکن آیان ہسپیٹل والا سین بھول نہیں پارہا۔ وہ آپ سے بہت محبت کرتا ہے۔۔ارحم بولا۔۔۔۔وہ زاویار یہ سب کچھ سن کر بارلاس بن چکا تھا۔ پھر ایک دھاڑا:

آیان!!!!!!آواز اتنی اونچی تھی۔کے پوری حویلی گونج اٹھی۔اوپر آیان ہڑبڑا کر اٹھا۔شایان۔۔۔۔اور آیان دونوں نیچے آئے۔جی۔۔جی۔بھائی آپ نے بولایا: بارلاس پاشا آیان کے قریب آیا۔تم نے میری۔۔ غیر موجودگی میں میرال سے اونچی آواز میں بات کیوں کی۔۔کیوں۔

آیان: بھائی اس نے آپ کو پورے ہسپتال میں قاتل کہا۔اور۔۔۔اور میں یہ برداشت نہیں کر پایا۔ ''تھپڑ'' پورے ہال میں ایک زوردار تھپڑ کی آواز گونجی۔آیان لڑکھڑا کر گرا۔۔۔۔ہونٹ سے خون۔۔۔۔۔شایان نے اپنی آنکھیں بند کرلی۔جب کے ارحم بارلاس کے پاس آنے لگا۔ لیکن اس نے روک

لیا۔ بارلاس آیان کے پاس زمین پر جھکا۔ میری بات غور سے سنولوں۔ آخری بار سمجھا رہا ہوں۔

1 پہلی بات چاہیے وہ مجھے قاتل بولے یا فرشتہ فیصلہ میں کروں گا تم نہیں۔ 2 اور دوسری بات میرے گھر کا یہ اصول ہے کہ میرال روئے گی نہیں کسی کی وجہ سے نہیں۔ تمہاری وجہ سے تو بلکل نہیں۔ 3 تیسری اور آخری بات۔ تم میرے بھائی ہوں اس لئے معاف کر رہا ہوں ورنہ ابھی یہاں نہیں قبر میں ہوتے۔ اب جاؤ اور جا کر میرال سے معافی مانگوں۔ جب تک وہ معاف نہیں کرے گی۔ میں بھی تمہیں معاف نہیں کروں گا۔ بارلاس آیان کے ہونٹ کا خون صاف کرتے ہوئے بولا۔ آیان نے بس سر ہلایا۔ اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

میرال کچھ حد تک سو رہی تھی اور کچھ نہیں بھی لیکن وہ اس سارے معملے سے بے خبر تھی۔ جب اس کے کمرے پر دستک ہوئی۔ میرال میں ارحم ہوں اگر جاگ رہی ہوں تو دروازہ کھولوں۔ آیان نے تم سے بات کرنی ہے۔ جب کے

میرال نے جلدی سے اپنا دوپٹہ سر پر لیا۔جہ ارحم بھائی آرہی ہوں۔میرال نے دروازہ کھولا بھائی کس آیان نے مجھ سے بات کرنی ہے۔میرال ارحم سے پوچھتی ہے۔کیونکہ اسے اس گھر میں صرف ارحم اور زاویار کا پتہ تھا اور کسی کا نہیں۔

میرال یہ بول رہی جب اس کی نظر آیان کے چہرے پر پڑی۔گال پر انگلیوں کے نشان۔۔۔اور ہونٹ پر خون۔میرال کو محلوم ہو گیا کے یہی آیان ہے۔اور ارحم وہاں سے چلا گیا۔یہ۔۔۔یہ آپ کو کس نے مارا ہے۔آیان بھائی۔میرال پریشانی سے بولی۔جبکہ آیان کو ایک لمحہ کے لئے جھٹکا سہ لگ گیا۔بھائی۔۔۔بھائی۔۔۔

آج زندگی میں کسی نے تو اسے بھائی بولا تھا۔۔۔۔میں نے مارا ہے اسے پیچھے سے آتے زاویار نے کہا۔کیوں۔۔۔کیوں آپ نے انھیں مارا۔میرال کے الفاظ میں غصہ تھا۔کیوں کہ اس نے تمہیں رولایا۔اور یہ بات مجھے برداشت نہیں اب اسے سمجھا دیا ہے میں نے اب دماغ ٹھیک رہے گا اس کا۔زاویار آیان کے چہرے کو دیکھتا ہوا بولا۔میرال کی آنکھیں بھر آئی۔ناجانے کیوں۔۔۔۔

I am sorry. I regret my mistake. I should never have spoken to you that way. Please forgive

me

آیان اپنا سر جھکا کر شرمندگی سے میرال سے معافی مانگ رہا۔آپ زاویار بھائی کو جو بولے اس میں میرے بولنے کام کوئی حق نہیں ہے۔۔سوری۔۔۔۔آیان کے یہ سب لفظ دل سے نکلے ہوئے تھے۔ نہیں آیان بھائی اس میں میری بھی غلطی ہے۔آپ مجھ سے بڑے ہیں اور مجھ سے معافی مانگ کر مجھے شرمندہ نہ کرے۔میں نے آپ کو دل سے معاف کیا۔اور رکیں میں ابھی آتی ہوں میرال یہ کہہ کر کمرے میں چلی گئی اور دو منٹ کے اندر واپس آئی۔میرال کے ہاتھ میں کچھ مرہم پھٹی کا سامان تھا۔یہ آپ اپنے ہونٹ پر لگانا انشاءاللہ صبح تک آپ کا

ہونٹ بلکل ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔میرال آیان کو ہدایت دیتے ہو

ئے بولی۔۔۔۔

@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@

@@ سین: سلطان مینشن کالان۔شام 6 بجے۔چائے کس وقت۔لان میں کرسیاں لگی ہوئی جہاں وہ چاروں بیھٹے تھے۔آیان، شایان، ارحم مرزااور میرال سلطان مینشن میں پہلی بار لان میں کرسیاں لگائی گئی اور ان کے ہاتھوں میں چائے کے کپ تھے۔جب کے زاویار دور کھڑا کسی سے موبائل پر بات کر رہا تھا۔اور ان چاروں کو دیکھ بھی رہا 1) شایان: گرم دماغ، پر دل کا صاف۔یہ لے مزے کی ادرک والی چائے۔انسان کے اندر طاقت آجاتی ہے۔آپ کو زیادہ سچھے طریقے سے پتہ ہو گا کے یہ کتنی فائدے مند ہوتی ہے۔اور ایک اور بات کالج میں آپ کو کوئی تنگ کرے تو مجھے آپ نے بس ایک کال کرنی ہے شایان پاشا کی ایک کال سے پورا کالج خالی۔میرال ہلکا سہ ہنسی آپ تو مجھے ڈرا رہے

ہیں۔شایان: عادت ہے ڈاکٹر صاحبہ ! باس نے بھی توڈرایا تھا پہلے ؟(2)آیان

پاشا: کچھ حد تک شرارتی۔اور سب سے چھوٹا۔آیان لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے

آہستہ سے بولا۔ڈاکٹر صاحبہ آپ کے کالج کا شیڈول میں نے ہیک کر لیا ہے

مطلب۔۔۔ارینج کر لیا ہے صبح 7:30 پر پہلا لیکچر۔۔اور سب سے اہم خبر جو

آپ کو تنگ کرے اس کا وائی فائی بند۔۔💻🖥 .. میرال آیان کی بات پر

حیران۔آپ ہیکر ہیں ؟آیان۔تھا لیکن اب ضرورت پڑنے پر ہی ہیکنگ کا

استعمال کرتا ہوں۔اب ٹریسٹی ہوں۔یتیم خانی نمبر 17 کا IT ہیڈ آپ کی دعاؤں

سے حلال کھاؤ گا اب۔*****

(3)ارحم مرزا: بھائی اور محافظ

سب کو ڈانٹ کر۔بس کر دوں تم دونوں اب ڈرارے ہوں اسے۔میرال میں

تمہارا بڑا بھائی ہوں۔کالج میں، گھر میں، یا خواب میں بھی تمہیں کوئی تنگ کرے

ارحم کی ایک گولی اسنے سیدھا اپا پس کھڑا ویئارگی۔ درحت

سب دیکھ رہا۔20 سال بعد ہونٹوں پر سچی مسکراہٹ۔۔۔۔۔۔

****

****یہ منظر ہے سلطان مینشن کی چھت کا۔ میرال ریلنگ پکڑے وہ گہری سوچ میں کھڑی تھی۔ سفید رنگ کا لباس۔ دوپٹہ ہوا سے اڑ رہا تھا۔ دل میں سوال آیا: کیا وہ قاتل ہے یا محافظ ؟

پیچھے سے کسی کے قدموں کی آواز آئی۔ مگر وہ گہری سوچ میں کھڑی تھی۔ پیچھے سے زاویار آیا۔ ہاتھ میں کافی کے دو مگ۔ زاویار نے ایک مگ ریلنگ پر رکھ دیا''۔ نیند نہیں آرہی'' میرال چونکی۔ پیچھے مڑی: آ۔۔۔ آپ؟ یہاں؟ زاویار نے کندھے اچکائے۔ میری چھت ہے۔ جب دل گھبرائے۔۔۔۔ آجاتا ہوں۔ آج تم یہاں ہو۔۔۔۔ تو لگا تمہارا دل بھی گھبرا رہا ہے۔۔۔ میرال نظریں چرا گئی۔ نہیں ایسی کوئی بات ہے۔ میں بس تازہ ہوا لینے کے لئے آئی

تھی۔۔۔۔۔۔۔2منٹ خاموش۔۔۔۔صرف ہوا کی سرسراہٹ۔دونوں چاند کو دیکھ رہے تھے۔ساتھ کھڑے 3قدموں کا فاصلہ۔۔۔پھر زاویار کی آواز نے خاموشی توڑی۔۔۔۔3دن سے تمہاری آنکھوں میں دیکھ رہا ہوں۔پوچھ لوں سب کے جواب دو گا۔۔۔۔۔۔۔تم نے بناؤ ہاؤس کو کیوں جلایا؟تم نے پھر سے قتل کر دیا۔؟

زاویار نے پر سکون ہو کر کافی کا سپ لیا۔چاند کی طرف دیکھا۔ہاں میں نے ہی جلایا ہے۔اور ایک اور قتل کر دیا میں نے۔پر ہر قاتل کی ایک کہانی ہوتی ہے میرال۔کچھ لوگ شوق سے مارتے ہیں۔۔۔۔اور کچھ مجبوری سے۔۔۔اسی طرح میں بھی مجبور تھا۔20سال پہلے اس نے میرے خاندان کو تباہ کیا۔اب تم ہی بتاؤ میں اس کی حویلی جلاتا یا اس کی قبر پر پھول رکھتا؟تو۔۔تم مجھے کیوں ہسپیٹل لے گئے۔کیوں میرے لئے گولی کھائی؟میں بھی تو انھی کے گھر رہتی تھی۔میں نے تمہیں قاتل بولا؟زاویار اب نے ایک قدم اور آگے بڑھایا۔چاند

کی روشنی اس کے چہرے پر پڑی اور اس کا چہرہ بلکل دودھ کی طرح سفید نظر آرہا۔ کیونکہ جس دن تم نے مجھے قاتل بولا۔۔۔۔۔۔اس دن پہلی بار کسی نے مجھے میرا سچ بتایا۔۔۔سب مجھ سے ڈرتے ہیں۔ سب مجھے بارلاس پاشا بولتے ہیں۔(بارلاس کا مطلب جنگجو) جھک کر سلام کرتے ہیں۔ تم پہلی لڑکی تھی۔ جس نے آنکھ میں آنکھ ڈال کر مجھ سے نفرت کی۔اور پتہ ہے؟ تمہاری۔۔۔ نفرت مجھے اچھی لگی۔۔۔ کیونکہ وہ اصلی تھی۔ بنا کسی لالچ کے بنا کسی ڈر کے۔۔ جس دن تم نے مجھے میری بات پر انکار کیا۔اس دن میں سمجھ گیا کہ میں پورے 20 سال بعد کسی کے لئے عام ہوں۔ نہ باس، نہ باشا، اور نہ قاتل۔ اور تم گولی کی بات کرتی ہوں۔ گولی اس لئے کھائی اگر تم مر جاتیں نہ میرا ل۔۔ تو میرے زندہ رہنے کا کوئی مطلب نہیں رہتا۔ میں نے 20 سال بدلہ لیا۔ خون بہایا، اور آگ لگائی پر سکون نہیں ملا۔ تمہارے قاتل بولنے پر۔۔۔۔۔ تمہاری نفرت کرنے پر۔ تمہارے رونے پر جو مجھے سکون ملا۔ وہ کہیں

نہیں تھا۔تو تم ہی بتاؤ یہ محبت نہیں تو کیا ہے۔؟ہاں میں قاتل ہوں۔۔۔ہاں میرے ہاتھ خون سے رنگے ہیں۔پر یہ دل۔۔۔یہ دل پورے 20 سال بعد کسی کے لئے دھڑکا ہے۔اور وہ تم ہوں۔۔۔۔میں تم سے محبت نہیں کرتا میرال میں تمہاری عبادت کرتا ہوں۔۔۔۔کیونکہ تم نے مٹی کے پتلے کو انسان بنا دیا۔یہ بول کر زاویار خاموش ہو گیا۔۔۔۔ نظر جھکالی۔۔۔پہلی بار بار لاس پاشا کی نظریں کسی کے لئے جھکی تھی۔میرال کے ہاتھ سے کافی کا مگ چھوٹ کر گرا۔۔۔اس کا پورا چہرہ آنسو سے بھرا ہوا۔۔۔۔وہ 2 قدم پیچھے ہٹی۔۔۔"تم پاگل ہو۔"اتنی محبت اور اتنی نفرت۔۔۔۔۔تم میں دونوں کیسے رہ سکتی ہیں۔ زاویار نے سر اٹھایا۔۔۔ نفرت دنیا کے لئے ہے۔اور محبت تمہارے لئے ہیں میرال۔ فیصلہ تمہارا ہے۔اگر تم بولوں کے چلے جاؤ۔۔۔۔میں چلا جاؤں گا۔اور اگر رکنے کا بولوں گی۔تو پوری زندگی تمہارے ساتھ رک جاؤ گا۔میں تم پر کوئی زبردستی نہیں کروں گا۔۔۔بار لاس پاشا۔۔۔۔زبردستی کرتا ہے۔اور زاویار

۔۔۔زاویار صرف انتظار کرے گا۔۔۔۔یہ بول کر وہ سیڑھیوں کی طرف جانے لگا۔2 قدم چلا کے پیچھے سے آواز آئی۔ ”رک جاؤ“ زاویار۔۔۔اس کے قدم جم گئے۔۔۔۔وہ مڑا نہیں وہی کھڑا رہا۔میرال روتے ہوئے بولی۔ ”میں نفرت کرتی ہوں تم سے زاویار۔۔۔تمہارے کاموں سے۔۔تمہارے خون سے۔۔پر ۔۔۔پر جب تم سامنے نہیں ہوتے دل گھبراتا ہے۔جب تمہیں گولی لگی تھی ایسے لگ رہا تھا وہ گولی مجھے لگی ہے۔شاید یہ نفرت نہیں۔۔۔کچھ اور ہے۔مجھے نہیں پتہ کیا ہے۔لیکن پلیز ابھی مت جاؤ۔۔۔رک جاؤ۔۔زاویار آہستہ سے مڑا۔۔۔چاند کی روشنی میں دونوں کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔نہ وہ آگے آیا اور نہ ہی میرال پہلی بار.....دل سے دل تک کوئی دیوار نہ تھی۔**********

سین: پرانا گودام۔رات کے 11:00 بج رہے۔۔سامنے زاویار کھڑا۔کندھوں پر بلیک شال ہاتھ میں لائٹر۔۔۔اس کے سامنے کھڑا ماجد کا

بیٹا۔۔۔۔۔ بلکل باپ کی طرح غرور والا۔۔۔۔ بارلاس: تیرے باپ کو بولا تھانہ کے میرے علاقے میں ایک قدم نہ رکھے۔۔۔ تو کیوں آئے ہوں۔ چلوں اب نکلو یہاں سے۔۔۔ہاتھ میں پکڑا لائٹر ''ٹک'' بند کیا۔ ''ٹک'' کھولا بارلاس پاشا نے گیٹ کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔احمر: شاید تم۔۔۔۔۔ بارلاس پاشا ہو؟ وہی نہ۔ جس نے بناؤ ہاؤس کو جلایا؟ زاویار نے ہلکی سی مسکراہٹ دی۔ زاویار احمر کے قریب آیا۔۔اگر میں نہ کہوں تو۔۔۔۔ پانچ منٹ میں نکلو ورنہ نکلنے کے لائق نہیں رہوں گے۔ بارلاس کی نظراب صرف اپنے لائٹر پر تھی۔۔نہ ہی میں تمہارے اس لائٹر سے ڈرتا ہوں۔اور نہ ہی تمہاری دھمکی سے جو کرنا ہے کروں۔ بڑا شوق ہے آگ لگانے کا لگاؤ میرے سامنے میں بھی تو دیکھاؤ کے تمہارے اندر کیا ہے جو سب تم سے ڈرتے ہیں۔احمر شرط لگانے والے لہجے میں بولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بارلاس کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں۔ بارلاس نے یہ بول کر اپنا لائٹر زمین پر پھینکا۔ اہر طرف آگ کے شعلے۔۔۔۔۔۔جب کے وہ آرام سے گودام سے نکل آیا۔۔۔۔۔۔۔۔پیچھے احمر کی چیخ اس کو سنائی دی۔ لیکن بارلاس کو کوئی فرق نہ پڑھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔*****

@@@@@@@@@@@@@@@@@@

@@ سین: رات کے 3:00 بج رہے۔ مینشین میں گھپ اندھیرا۔ سب سو رہے تھے۔ میرال اپنے کمرے میں بیگ پیک کی کھڑی۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں رہ سکتی میں یہاں۔۔۔ یہ قاتل کا گھر ہے۔ جس نے سب کو مارا۔ وہ مجھے بھی مار سکتا ہے۔ میرال نے آہستہ سے دروازہ کھولا۔ ننگے پاؤں تا کہ آواز نہ آئے۔ سیڑھیاں اتری ہال کراس کیا۔ مین گیٹ۔ ہاتھ بڑھایا۔ کنڈی کھولی۔ دل اچھل کر حلق میں۔ سڑک سنسان۔ بھاگ جاؤ میرال بھاگ جاؤ۔ دل نے کہاں۔ ایک قدم۔۔۔۔۔اس نے اچھی طرح چادر سر پر لی۔۔۔۔دوسرا قدم۔۔۔ تیز تیز

چلنے لگی پھر دوڑ پڑی۔ سین: مین گیٹ کے باہر۔۔ابھی وہ پانچ قدم ہی دوڑی تھی
کہ سامنے سے۔۔۔۔۔۔ تیز ہیڈ لائٹس کالی لینڈ کروزر۔ میرال ساکت گاڑی کا
دروازہ کھلا۔ لمبا سایہ اترا۔ جوتوں کی ٹھک ٹھک۔۔ زاویار پاشا۔۔۔ چہرہ غصے
سے لال۔ ہاتھ میں پسٹل۔۔۔ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ گولی مت چلانا۔ ایک ہی
جست میں میرال کے سامنے۔۔۔ کلائی پکڑی۔ مضبوطی سے۔ کہاں بھاگ رہی
تھی میرال فاطمہ۔ آنکھیں غصے سے آگ کی طرح۔ میرال نے کلائی چھڑانے کی
کوشش کی۔ چھوڑوں مجھے ! جانے دو مجھے۔۔۔ تمہیں آواز نہیں آرہی۔ بہریں
ہوں کیا۔ میں تمہاری غلام نہیں ہوں جو تم میرے ساتھ ایسا سلوک
کروں۔ زاویار نے ایک جھٹکے سے میرال کو دھکا دیا۔ میرال کا سر زور سے گیٹ
میں جالگا۔ تمہیں سب جانا ہے نہ تو سنو۔۔۔۔ سلمہ کو اس لئے مارا اس نے
جائیداد کے لالچ میں آکر میرا سارا خاندان تباہ کر دیا۔ تمہیں جانا ہے کے میں نے
بناؤ ہاؤس کو کیوں جلایا۔ کیونکہ اس میں غیر قانونی کام ہوتے تھے۔ تمہیں یہاں

سے بھاگنا ہے تو بھاگوں۔ لیکن یاد رکھنا کبھی خوش نہیں رہے پا گئی۔ زاویار یہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔ جب کے میرال وہی بلکل ساکت کھڑی تھی۔ اس کے پاس ایک ہی راستہ تھا کے وہ واپس چلی جائے۔ میرال نے اپنے قدموں کا رخ مینشن سلطان کی طرف کیا۔

@@@@@@@@@@@@@@@@@@@

دو ماہ بعد: سین سلطان مینشن

پورا کمرہ پھولوں سے سجا ہوا۔ گلاب کی بتیاں بیڈ پر۔ چاندنی کے دیئے جل رہے ۔ ہوا میں عود کی خوشبو۔ سرخ جوڑا۔ خوب صورت کڑھائی۔ ماتھے پر جھومر۔ ہاتھوں میں چوڑیاں۔ آنکھیں جھکی ہوئی۔ وہ دلہن بنی کسی سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ وہ باربلاس پاشا کی ملکہ لگ رہی تھی۔ اتنے میں دروازہ کھلا۔ زاویار اندر آیا۔ کالی شیروانی۔ کلائی میں خوب صورت گھڑی۔ زاویار آہستہ سے اٹھا۔ کچھ دیر

کمرے میں بلکل خاموشی رہی صرف چوڑیوں چھن چھن سنائی دی۔زاویار نے پہلی بار آواز بھاری کی لیکن تھی۔نرم ”میرال آنکھیں بند کرو۔میرال نے جلدی سے آنکھیں بند کی۔زاویار نے سائیڈ ٹیبل سے کچھ نکالا۔اب کھولوں۔ زاویار نے وہ مخمل کے ڈبے کو میرال کی جانب بڑھایا۔۔میرال نے خوشی سے وہ ڈبہ پکڑا لیکن وہ ڈبہ بہت وزنی تھا۔اسے لگا کوئی انگوٹھی یا کچھ ہو گا لیکن اتنے وزنی اور بڑے ڈبے کو دیکھ کر میرال حیران ہو گئی۔زاویار بولا۔چلوں تم سے نہیں کھولنا چاہتی میں ہی تمہیں دیکھا دیتا ہوں۔زاویار نے ڈبہ کھولا۔اندر۔۔۔۔۔۔mm9 پسٹل۔نئ چمکتی ہوئی۔جس پر خوب صورتی سے M لکھا ہوا۔زاویار نے گن اٹھائی اور میرال کی ہتھیلی پر رکھی۔۔۔۔زاویار۔۔۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔میرال ڈرتے ہوئے بولی۔ تمہیں نہیں پتہ چلوں میں بتاتا ہوں۔ایک رسم ہوتی ہے شادی کی رات کو دولہن کو منہ دیکھائی میں تحفہ ملتا ہے بس وہی دیا ہے تمہیں۔۔۔یہ۔۔۔یہ تحفہ ہے۔اسے اٹھائے

ابھی۔پلیز۔۔۔لوگ منھ دیکھائی میں سونے کی انگوٹھی دیتے ہیں۔یا کوئی ہار وغیرہ۔اور آپ مجھے یہ دے رہے ہیں۔میں نے نہیں لینا آپ یہ تحفہ اپنے پاس ہی رکھیں۔میرال نے ہمت کر کے وہ گن زاویار کو واپس دی۔میرال میں بارلاس پاشاہوں۔میرے پاس سوناہے ہیرے سب کچھ ہے لیکن ان سے زندگی نہیں بچی جاتی۔یہ گہنا نہیں۔تمہاری حفاظت ہے۔تمہاری عزت ہے۔ آج کے بعد جب تک میں زندہ ہوں۔کوئی تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھے گا۔اور اگر میں نہ رہوں تو اس کو اٹھانا ہے اور دنیا کو بتانا کے کہ میں بارلاس پاشا کی بیوی ہوں۔دنیا تمہیں میری کمزوری سمجھے گی۔تم نے ثابت کرنا ہو گا کے تم میری طاقت ہو۔شکار نہیں شکاری ہوں۔کیا تمہیں یہ تحفہ قبول ہے۔زاویار میرال کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔۔دل میں زاویار کے لفظوں کا وزن۔اور سامنے وہ خوفناک گن۔۔۔۔۔قبول۔۔۔ہے پر تم وعدہ کرو مجھے کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤ گے تاکہ مجھے اس کی کبھی ضرورت نہ پڑے۔زندگی اور موت تو اس

ذات کے ہاتھ میں ہیں ہم تو اس دنیا میں مسافر بن کر آئے ہیں۔ ہمیں کیا معلوم کے ہماری منزل کب نزدیک آئے گی۔ لیکن میں وعدہ کرتا ہوں بارلاس پاشا کی زبان ہے۔ موت آئے گی تو پہلے مجھے لے جائے گی۔ تمہیں نہیں۔۔۔۔۔ باہر گارڈز کھڑے تھے اور اندر مافیا کی تاریخ بدل گئی تھی۔ پہلی بار کسی نے اپنی ملکہ کو تاج نہیں اسلحہ دیا

@@@@@@@@@@@@@@@@@@@@--

@@@@ غزل:

اے ہرن کے نین والی، تو نے کیا کر ڈالا

پتھر دل کے مندر میں، اپنا دیپ جلا ڈالا

کاجل تیرا سیاہ ہے، پر قسمت سفید کر دے

قاتل کی پیشانی پر، محبت لکھ ڈالا

تیرے نین کی جھیل میں، 20 برس کا صحرا

اک پل میں ڈوبا ایسا، پیاسا نہ رہا اک قطرہ

پلکیں جھکا کے جب تو، زمین کو دیکھتی ہے

لگتا ہے جیسے چاند نے، نگاہیں س جھکا ڈالی

خوف کے مارے لوگ تو، نظریں چرا لیتے ہیں۔

تو نے تو آنکھ ملا کر، بار لا س گرا ڈالا

کہتے تھے لوگ مجھ سے، یہ دل ہے سنگ مر مر

تیرے نین کی چھوٹ نے، شیشہ بنا ڈالا

اب تو جیسے دیکھے گی، وہ جیتا ہی مر جائے

اے ہرن کے نین والی، تو نے جادو کر ڈالا

مانگا تھا خدا سے میں نے، بس ایک سکون کا لمحہ

تیرے نین کی صورت میں، سارا جہاں ملا ڈالا □ □

بارلاس جو تھا کل تک، خون کا پیاسا

تیرے نین کے درشن سے، اب اشک بہا ڈالا۔

زاویار نے آخر یشحر پڑھا۔ میرال کے سامنے چاندنی رات۔۔ چھت پر۔ میرال کی پلکیں بھیگ گئیں۔۔ تم۔۔۔۔نے یہ خود لکھی ہے؟ میرال بے یقینی سے بولی۔۔۔۔ میں نے نہیں۔۔۔۔ تمہاری آنکھوں نے لکھوائی ہے۔ تو پھر سن لے ہرن کے نین والی۔ یہ نظریں ہر طرف نہیں دکھنی چاہیے۔

ورنہ اس ہرن کے نین والی کو سزا ملیں گی؟ تیرے نین کی قید ہی۔۔۔۔میری سب سے بڑی سزا ہے۔اور سب سے بڑا انعام بھی۔آج کل آپ کو شاعری کچھ زیادہ پسند آرہی ہے۔پہلے تو ایسے نہیں تھے آپ۔۔۔۔میرال نے پوچھا:

آپ سے مل کر ہم کچھ بدل سے گئے۔ شحر پڑھنے لگے گیت گانے لگے۔پہلے مشہور تھی اپنی سنجیدگی

اب تو جب دیکھے مسکرانے لگے۔

جب کے دور کھڑے وہ تینوں (شایان، آیان، ارحم۔)اس منظر کو دیکھ کر اپنے رب کا شکر ادا کرنے لگے۔اور ایک دوسرے کے گلے لگے۔۔۔۔۔۔۔اور دوسری طرف زاویار۔اور۔میرال دونوں کی نظریں چاند کی طرف تھی

The End

(کچھ سچ بتانے مناسب نہیں ہوتے۔اس سے انسان کو پچھتاؤ ہوتا ہے۔اس لئے اچھا ہے کہ اگر وہ انسان اچھی لائف گزار رہا۔تو اس سچ سے اسے دور ہی رکھے۔تو بہتر ہو گا جیسے زاویار اور میرال بچپن میں بھی ملیں)

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

اور ہاں۔۔۔اور آپ کی تنقید بھی سر آنکھوں پر۔

اگر کہی میں بہک گئی ہوں۔تو اس کے لئے سوری۔آپ ہی میرے استاد ہیں۔یہ میری پہلی تحریر تھی۔تو سیکھ رہی ہوں ابھی۔اور آپ کی مبحت ہی میرا حصلہ ہے۔

یہ صرف ناول نہیں تھا۔

یہ میری راتوں کی نیند تھی

میرے دل کا بوجھ تھا۔جواب آپ کے حوالے کر دیا۔ سنبھال لیجیے گا۔ بار لاس پاشااور میرال کو اپنے دل میں رکھ لیجیے گا۔اور آپ کے حوصلے سے ملتے ہیں اگلے پارٹ میں۔ نئی جنگ، نئی محبت اور نئی امید کے ساتھ۔تب تک کے لئے۔۔۔۔۔۔اللہ حافظ۔♥♥.

آپکی دعاؤں کی طلبگار

اقراء قریشی

19اپریل2026